REGD E.P. NO67

رجسٹرڈ ای پی نمبر ۶۷

جلد ۵ ‖ یکم رفتح ھ ۱۳۳۵ش ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۷۶ھ یکم دسمبر ۱۹۵۶ء ‖ نمبر ۴۸

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق

اطلاع

ربوہ ۲۸ نومبر۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کے متعلق اطلاع فرماتے ہیں کہ:۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت

بفضل تعالےٰ اچھی ہے۔ (الحمد للہ)

احباب اپنے مقدس امام ہمام کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

تاریخ مصر و مشرق وسطےٰ

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

۲۹/۳۰ اکتوبر کو اسرائیلی، برطانوی اور فرانسیسی فوجوں نے مل کر جو ظالمانہ حملہ نہتے مصر پر کیا۔ اور دنیا نے ان سات آٹھ روز میں جو خوفناک جنگی مظاہرہ دیکھا ذیل کا مضمون اس کے پس منظر کو سمجھنے میں بہت مفید ہے امید ہے کہ اسے دلچسپی سے پڑھا جائے گا۔ (ایڈیٹر)

(۱)

مصر وسطیٰ کی سرزمین کمیونزم کے لئے سازگار ہے نہ مغربی شہنشاہیت کے لئے۔ مگر زوردستوں کی جرأت اور بے باکی دیکھئے کہ وہ اسی زمین شور میں بیج بو کر میٹھی فصل کاٹنے کے امیدوار ہیں۔ تیل اور دفاع یہ دو چیزیں ہیں جن پر قابو پانے کے لئے بڑی طاقتیں ان ممالک کی چھاتیوں پر بیٹھ کر پنجہ آزمائی کر رہی ہیں۔ اور اس استبداد و استعماریت کا نتیجہ آج مصر و مغربی ایشیا کے سٹیج پر ایک خونی ڈرامہ کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے۔

مصر پر مسلمانوں کا قبضہ

مصر کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جناب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے زیر کمان مصر میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوئے۔ اور اس کے بعد انیسویں صدی تک بنو امیہ۔ بنو عباس فاطمی۔ اخشیدی۔ بربری اور ترک۔ وہاں حکومت کرتے رہے۔

شاہ فاروق

وسط انیسویں صدی کی بات ہے کہ سلطنت عثمانیہ میں نجدیوں کی تحریک چلی۔ اور کسی کے دبائے نہ دب سکی۔ تو ترکی خلیفہ سلطان محمود ثانی نے محمد علی پاشا صوبہ دار مصر کو لکھا کہ اگر تم اس تحریک کو فرو کر دو گے تو تم کو مصر کا حاکم بنا دیا جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس تحریک کو دبا ڈالا۔ اور اس کے صلہ میں ان کو مصر کا حاکم بنا لیا گیا۔ اس زمانہ سے شاہ فاروق تک وہی خاندان مصر کے تخت شاہی پر بیٹھتا رہا۔

مغربی اقوام کے حملے اور سلطان صلاح الدین ایوبی

بنو امیہ و بنو عباس کے عہد میں کبھی مغربی اقوام کو مسلمانوں کے مقابلہ میں مستقل فتح نہیں ہوئی۔ البتہ خلیفہ مامون کے بعد معتصم کے عہد سے رومیوں اور فرنگیوں نے مسلمانوں پر حملے کئے۔ مگر خلیفہ ناصر کے زمانہ میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے ان کو شکست فاش دی۔ اور پھر سے فلسطین و سارے مشرق وسطےٰ میں اسلامی جھنڈا لہرا دیا۔

دولت عثمانیہ

اس کے بعد مسلمانوں کی باگ ڈور دولت عثمانیہ کے ہاتھ آئی۔ اس سلطنت کے بانی عثمان کو ابتداء ہی میں رومیوں سے معاملہ پڑا۔ مگر ان کی فتح ہوئی۔ اس کے بعد کی تاریخ دیکھی جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر عثمانی بادشاہ یا خلیفہ کی ساری زندگی مغربی اقوام سے جنگ و جہاد کرتے گذری۔ یہاں تک کہ اس زمانہ میں مائیں جب اپنے بچوں کو لوریاں دیتیں تو ان میں بھی یہی ہوتا کہ اے بچہ آج آرام کر لے کل تو تمہیں مجاہد بننا ہی ہے اور میدان جنگ میں جانا ہی ہے۔

فتح قسطنطنیہ

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح قسطنطنیہ کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ اس پیشگوئی کے باعث ہر مسلمان حکمران کو اسے فتح کرنے کی خواہش ہوتی تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے لے کر سلطان مراد دوم تک مسلمانوں نے قسطنطنیہ پر آٹھ حملے کئے۔ مگر ناکام رہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی ترکی سلطان محمد فاتح کے عہد میں پوری ہوئی انہوں نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی عیسائیوں کا شر دور کرنے کے لئے قسطنطنیہ کا بحری و بری راستہ سے محاصرہ کیا۔ آخر خدا نے انہیں فتح دی اور وہ قسطنطنیہ میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہو گئے۔ اس وقت ان کی عمر چھبیس ۲۶ سال تھی۔

ترکوں میں سلسلہ خلافت

فتح قسطنطنیہ کے بعد سلسلۂ خلافت عباسیوں سے منتقل ہو کر عثمانیوں میں آ گیا۔ چنگیز خاں کے پوتے ہلاکو خاں نے جب بغداد میں قتل عام کیا تو کسی طرح عباسی خاندان کے دو فرد ابوالقاسم احمد بن ظاہر باللہ اور دوسرا ابوالعباس بھاگ نکلے۔ ابوالقاسم ۶۵۹ھ میں مصر پہنچے۔ اس وقت ملک ظاہر مصر کے بادشاہ تھے۔ انہوں نے ان کی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ اور ان کے حسب و نسب کی تحقیق کر کے ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی۔ اس طرح تین برس کے وقفہ کے بعد پھر سلسلہ خلافت جاری ہو گیا سلاطین ترک میں سے جب سلطان سلیم اول نے مصر پر قبضہ کیا۔ تو اس وقت وہاں اسی عباسی خاندان کے متوکل علی اللہ خلیفہ تھے سلطان سلیم اول انہیں اپنے ہمراہ قسطنطنیہ لے آئے۔ یہاں متوکل علی اللہ نے جامع ایا صوفیہ میں تبرکات خلافت یعنی تلوار۔ چادر اور علم نبوی صلعم سلطان سلیم کے سپرد کر دی۔ اسی دن سے خلافت عباسیوں سے منتقل ہو کر ترکوں میں آ گئی۔ اور اب عثمانی سلاطین خلیفۃ المسلمین کہلانے لگے۔

آغاز زوال

سلطان سلیم اول کے بعد سلیمان اعظم تک ترکوں کے انتہائی جاہ و جلال کا زمانہ ہے۔ اس وقت ترکی حکومت مصر و مغربی ایشیا کے علاوہ یورپ کے بہت سے حصوں میں پھیل چکی تھی۔ اور ترک ہمیشہ اسلام کی طرف سے یورپ کے مقابلہ میں شیر ببر کی طرح نکلتے تھے۔ لیکن سلیمان اعظم کے بعد ترکی سلطنت میں غیر محسوس طور پر بعض خرابیاں پیدا ہونے لگیں۔ اور ادھر روس اور یورپ زیادہ منظم اور جتھے کے ساتھ ان پر حملے کرنے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطنت میں انتشار پھیلنے لگا۔ ملک میں بے اعتمادی۔ خودسری اور آزادی کی لہر دوڑنے لگی۔ اس جگہ اگر تاریخ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مغربی اقوام کو کبھی یہ گوارا نہ ہوا کہ مصر و مغربی ایشیا کی داخلی و خارجی پالیسی مسلمانوں کے ہاتھ رہے۔ حالانکہ ان علاقوں کی غالب اکثریت مسلمان ہو چکی تھی۔ اور ہر طرف اسلامی تہذیب و تمدن اور علوم رواج پا چکے تھے۔ بایں ہمہ وہ ہمیشہ ترکوں کے خلاف جارحانہ کارروائیاں کرتے رہے۔ اسپین میں تو مذہب کا نام لے کر مسلمانوں سے صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر ڈالا۔ البتہ ترک سخت جان نکلے۔ اور یہ اس وقت تک مقابلہ کرتے رہے۔ جب تک مغربی اقوام کے خیالات میں تبدیلی نہ آ گئی۔ اور حکومت کی بنیاد مذہب کی بجائے سیاست۔ تجارت اور مداخلت پر نہ رکھی گئی۔

مادہ پرستی اور اس کا پس منظر

اگر مصر و مشرق وسطےٰ کے حالات حاضرہ پر غور کرنے سے پہلے اس زمانہ کے واقعات پر غور کر لیا جائے۔ جب یورپ میں مادہ پرستی غالب آ رہی تھی تو موجودہ حالات کے سمجھنے میں بہت مدد مل سکتی ہے۔

نپولین بونا پارٹ

برطانیہ۔ فرانس۔ جرمنی اور (باقی صفحہ ...)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ [illegible] کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ یکم دسمبر ۱۹۵۶ء

سکون و اطمینان کا ذریعہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان کی حقیقی خوشحالی اور اس کا دلی سکون و اطمینان اس غرض کے پورا ہو جانے پر ہے جس کے ماتحت اس کو اس کارخانہ عالم میں بھیجا گیا ہے اور وہ غرض یہ ہے کہ انسان اپنے خالق و مالک حقیقی کو پہچان کر اس کے ساتھ اپنا تعلق استوار کرے۔ پھر جس طرح ایک بچہ اپنی ماں کی گود ہی میں کامل سکون و اطمینان پاتا ہے۔ ایسے ہی عارف باللہ تسکین یافتہ اور مطمئن نظر آتا ہے۔ پس حقیقی خوشحالی کی نشان دہی مذہب کرتا ہے۔ اور آج کی ترقی یافتہ دنیا نے اس امر کا بخوبی تجربہ کر لیا ہے۔ کہ باوجود انتہائی طور پر مادی ترقی کے ان کے دلوں میں وہ سکون و قرار نہیں جو ایک مذہبی اور روحانی آدمی کو نصیب ہوتا ہے۔

چنانچہ چند روز ہوئے دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی ۶۵۱ ویں عرس کے موقعہ پر وزیر داخلہ پنڈت پنت نے حضرت خواجہ صاحب کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنی تقریر میں مذہب اور روحانیت کے متعلق بہت خوب فرمایا ہے:-

"جن لوگوں کے پاس آج سب کچھ ہے مثلاً انگریز، فرانسیسی یا دیگر مغربی ممالک کے عوام میں ان میں آپس میں اختلافات ہیں ان کی زندگی امن سے الگ ہے۔ ان کے دلوں میں ایک طرح کا ڈر ہے اور وہ اب بھی دکھی ہیں اور آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی جبکہ ہر طرح سے ترقی یافتہ ہیں اس امن کی زندگی سے دور ہیں جو ہمیں حاصل ہے اس لئے کہ دنیا میں اچھا کھانا اور اچھا کپڑا ہی سب کچھ نہیں ان میں روحانیت کی کمی ہے اور اس کے لئے مذہب کی ضرورت ہے۔ سارے مذہب سب کو بھائی چارہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ بھائی چارہ ہی مذہب کا نچوڑ ہو سکتا ہے"

(الجمعیۃ دہلی ۲۵ نومبر ۱۹۵۶ء)

اسی قسم کے خیالات کا اظہار دو ہفتہ پیشتر وائس پریذیڈنٹ ڈاکٹر رادھا کرشنن نے برلا سائنس انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ میں تقریر کرتے ہوئے کیا تھا۔ جبکہ آپ نے فرمایا:-

"سائنسی معلومات اور فنی کاموں میں انسان نے بہت کچھ ترقی کر لی ہے۔ لیکن کسی کو اس بات کا یقین نہیں ہے کہ یہ انسانی خوشحالی اور بہتر سماجی سلوک کا باعث ہوگی۔"

"خودغرضی کے جذبات پر کنٹرول کرنے کے لئے عوام کو کوشش اور تنظیم کی ضرورت ہے اور یہ مقصد سائنس سے نہیں بلکہ مذہب سے پورا ہوگا۔"

(الجمعیۃ دہلی ۱۷ نومبر ۱۹۵۶ء)

بلاشبہ یہ باتیں پرمغز اور پختہ ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ فی زمانہ مشرقی دنیا کے مذہب و روحانیت کے دعویدار کس حد تک اپنے دعوے میں پورے اترتے ہیں۔ مانا کہ کوئی مذہب بھی اپنی اصلیت کے لحاظ سے جھوٹا نہیں اور خصوصیت سے بھارت کی سرزمین میں متعدد روحانی پیشوا گذر چکے ہیں۔ لیکن سینکڑوں سال پہلے ہو چکے بزرگوں کے محض قصے کس حد تک روحانیت سے بے بہرہ افراد کی تسلی کا باعث ہو سکتے ہیں؟ بلکہ ضرورت تو اس بات کی ہے کہ اس وقت بعض زندہ مثالی افراد کو پیش کیا جائے جو گذرے ہوئے کامل روحانی بزرگان کی جیتی جاگتی تصویر ہوں!!

پھر چونکہ مذہب خدا تک پہنچنے اور اس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے ذریعہ اور طریق کا نام ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ زندہ خدا کی تجلی کے زندہ نمونے اندرونی شواہد کے ساتھ بیرونی شہادتوں کی شکل میں اس کی ضرورت پر مہر تصدیق ثبت کریں۔

اس کے مطابق جب ہم مذہب اسلام پر نظر کرتے ہیں تو اسے اس بات کا دعویدار پاتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ وہ تو ان باتوں میں تعلیمات ہی اعلیٰ طریق پر پورا اترتا ہے۔ کیونکہ اس کا ابتدا سے ہی ایک زندہ مذہب ہونے کا دعویٰ اور خدا کا سلوک بھی اس کے ساتھ ایسا ہی ہے چنانچہ اس کے زندہ اور خدا نما مذہب ہونے پر اس سے بڑھ کر اور کوئی محکم ثبوت نہیں کہ جب سے وہ دنیا میں متعارف ہوا ہر زمانہ میں ایسے خدا نما وجود ظاہر ہوتے رہے۔ چنانچہ انہیں مقدس وجودوں میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء تھے۔ حتیٰ کہ اسی زمانہ میں بھی خدا تعالیٰ نے قادیان کی سرزمین میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام کو بھیجا آپ نے اسی پیغام کو دنیا کے سامنے رکھا جسے ہر زمانہ کا بزرگ پیش کرتا چلا آرہا تھا جس پیغام پر کان دھرنے کی ضرورت سے آج مغربی دنیا سخت اضطراب اور بے چینی کے عالم میں گزر رہی ہے۔ آپ نے انہیں باتوں کو اپنی بعثت کی غرض ٹھیرایا جن کی دنیا کو از حد ضرورت تھی۔ آپ نے فرمایا اور کیا ہی خوب بات فرمائی:-

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہو گئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں۔ اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدائی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نہ محض قال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید جو ہر ایک قسم کے شرک کی آمیزش سے خالی ہے جو اب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودہ لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہوگا بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہوگا جو آسمان زمین کا خدا ہے"۔

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۳۴)

پس ضرورت اس بات کی ہے کہ بھولی دنیا اپنی غلطی پر توجہ کرے ورنہ اس کی تقدیر تو برملا نافذ ہوگی۔ مگر مبارک ہیں وہ لوگ جو اس کے مطابق اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ اسلئے کہ حقیقی سکون و اطمینان کی نعمت سے وہی متمتع ہوں گے!!

ایک اور ریلوے حادثہ

ابھی محبوب نگر (حیدر آباد) کے قریب ہولناک ریلوے حادثہ پر کچھ زیادہ مدت نہیں گذری تھی کہ اسی قسم کا ایک اور ریلوے حادثہ مدراس سے ۱۷۰ میل دور مورخہ ۲۳ نومبر کو مدراس ٹیوٹی کورن ایکسپریس کو صبح پانچ بجکر بیس منٹ پر پیش آیا۔ جبکہ یہ گاڑی مدراس سے ترچناپلی کو جا رہی تھی اور ندی کے پل سے گذرتے وقت انجن اور سات ڈبے پٹڑی سے اتر گئے اور دریا میں گر گئے جس سے اب تک شائع شدہ اخباری اطلاعات کے مطابق ۱۵۴ اشخاص ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ زوردار بارشوں اور دریا میں یکایک سیلاب آنے کی وجہ سے دریا کے کنارہ کا کافی حصہ بہہ گیا تھا۔ اس سے ریلوے لائن کو بھی نقصان پہنچا۔

اس طرح تین چار ماہ کے اندر اندر ریلوے کا یہ دوسرا حادثہ بڑا المناک ہے۔ اس کے پیش نظر ریلوے منسٹر شری لال بہادر شاستری نے اپنے عہدہ سے استعفےٰ دے دیا۔ اور لوک سبھا میں اس المیہ کو خصوصیت سے زیر بحث لایا گیا۔ چونکہ اس قسم کے واقعات کے رونما ہونے سے سفر میں بے اطمینانی کی صورت پیدا ہو سکتی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ ریلوے لائن اور خصوصیت سے پلوں کی دیکھ بھال کی طرف خصوصی توجہ دی جائے تا آئندہ کے لئے ایسے واقعات کی روک تھام ہو جائے۔ اگرچہ عام طور پر ہر پل کی تعمیر کے وقت اس کی دوبارہ تعمیر کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ لیکن چند سالوں سے جس قسم کے غیر معمولی سیلابوں اور زوردار بارشوں کا سلسلہ جاری ہے۔ ان کا نامناسب اثر ریلوے لائنز اور پلوں کی پختگی پر پڑنا لازمی ہے۔ اسلئے زیادہ توجہ درکار ہے۔

پھر ہو چکے حادثات کی چھان بین کے سلسلہ میں جن افراد کی کوتاہی ثابت ہو ان پر تعزیری کارروائی کرنا بھی اور زیادہ ضروری ہے تا کہ نظام حکومت مضبوط ہو اور ذمہ داری کا احساس بڑھے۔

سیکرٹری صاحبان مال انجمن ہائے احمدیہ کی خاص توجہ کیلئے

خزانہ صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے کوپن موصول نہ ہونے کی شکایت اسلئے پیدا ہوتی ہے کہ:-

(۱) جملہ احباب جماعت اور سیکرٹری صاحبان مال انجمن ہائے احمدیہ اپنے ایڈریس صاف طور پر تحریر نہیں فرماتے جس کی وجہ سے دفتر خزانہ کو کوپن بھجواتے وقت بڑی دقت ہوتی ہے اور بعض اوقات صحیح ایڈریس پڑھا نہ جا سکنے کی باعث ایڈریس سمجھنے میں غلطی ہو جاتی ہے۔

۲- اگر احباب منی آرڈر یا بیمہ میں ہی چندہ کی پوری تفصیل درج کر دیا کریں تو رقوم بعد بالتفصیل جمع ہو سکیں گی اور صحیح مدات میں جمع ہو کر کوپن دفتر سے ہی حوالہ ڈاک کئے جا سکتے ہیں۔ مندرجہ بالا تفصیل ملنے کی صورت میں تفصیل کے انتظار کے باعث دیر ہو جاتی ہے

۳- چونکہ [illegible] پوسٹل آرڈر ہونے کے باعث کثرت [illegible] رقم کی اطلاع خود آگے جاتی ہے [illegible] دفتر خزانہ کو بھجوائیں [illegible] جس کے [illegible] رقوم ملتے ہی متعلقہ کوپن جاری کر دیتا ہے [illegible] اگر جناب [illegible] منی آرڈر [illegible] بجھوا دیا کریں تو اس طرح [illegible] دفتر [illegible] جلد ملنے کی باعث [illegible] کوپن بھی نہیں جلد [illegible] شکایات [illegible] کو [illegible] جس کی وجہ سے [illegible] وقت پیش آتی ہے۔ اسلئے اگر احباب [illegible] کریں تو [illegible] نہ ہوگی۔ (ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان)

ہندوستان کے طول و عرض میں تبلیغ مبلّغین کی سرگرمیاں

۱۳۳۶ افراد کو انفرادی تبلیغ اور ہزاروں افراد کو اجتماعی تبلیغ ساڑھے چھتیس سو میل کا تبلیغی دورہ دو ہزار مفت لٹریچر کی تقسیم تبلیغی و تربیتی اور خدام الاحمدیہ کے جلسے۔ ایک درجن بیعتیں۔

(۲)

تبلیغی رپورٹ بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۶ء نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

سونگھڑہ۔ اڑیسہ مولوی سید محمد موسےٰ صاحب نے محلہ رسولپور اور گرھبیپور اور کرٹسمی میں درس کا انتظام کیا۔ محلہ دعوان ساہی میں ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا۔ محلہ کوٹسمی اور دعوان ساہی میں با جماعت نمازوں کا انتظام ہے۔ مقامی طور پر محلہ سمبل پاڑا میں بعض افراد کو تبلیغ کی۔ برسات کی وجہ سے کوئی دورہ مضافات کا نہ ہو سکا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے اجلاسات ہفتہ واری ہوتے ہیں اور لجنہ اماء اللہ کے اجلاسات پندرہ روزہ۔

کیرنگ۔ اڑیسہ یہاں مولوی محسن خاں صاحب مبلغ کام کر رہے ہیں۔ مقامی جماعت میں "منصب خلافت" کا درس دیتے رہے اس کا اڑیہ زبان میں ترجمہ کر کے دوستوں کو سنایا جاتا ہے۔ ایک تربیتی تقریر کی جس میں کشتیٔ نوح سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم بیان کی۔ تین مستقل زیر تبلیغ افراد کو تبلیغ کرتے رہے۔ اور چار نئے افراد کو تبلیغ کی۔ انہیں لٹریچر بھی پڑھنے کے لئے دیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کا باقاعدہ قیام ہے اور اجلاسات منعقد ہوتے ہیں۔ ۲۳/۹/۵۶ کو یوم تحریک جدید منایا گیا۔ کثرتِ باراں کی وجہ سے دورہ نہ ہو سکا۔

محلہ چودوار کٹک۔ اڑیسہ مولوی سید غلام مہدی ناصر مبلغ قرآن کریم اور منصبِ خلافت کا درس دیتے رہے۔ بعض نوجوانوں کو قرآن مجید اور اردو بھی پڑھایا۔ مقامی جماعت میں خطبات جمعہ کے علاوہ چار تربیتی تقاریر کیں بعض غیر مسلم دوستوں سے مل کر احمدیت کے بارہ میں گفتگو کی اور بتایا کہ اس زمانہ کا اوتار آ چکا ہے بعض مسلمانوں سے ملاقات کر کے تبلیغی گفتگو کی۔ خدام الاحمدیہ کے اجلاس اور یوم تحریک جدید کے جلسہ میں تقریریں کیں اور ادائیگی چندہ جات کے لئے توجہ دلائی۔ اندرون شہر میں وقتاً فوقتاً چالیس میل کا سفر کیا۔ اور لٹریچر تقسیم کیا۔

کوٹ پلہ۔ اڑیسہ مولوی سید فضل عمر صاحب مبلغ قرآن کریم اور بخاری شریف کا درس مقامی جماعت میں دیتے رہے خطبات جمعہ کے علاوہ پانچ لیکچر مختلف موضوعوں پر دیئے۔ یوم تحریک جدید منایا گیا اور مالی قربانیوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔ بعض سرکاری ملازمین سے ملاقات کر کے تبلیغی گفتگو کی اور لٹریچر پیش کیا۔ دیگر پندرہ افراد کو انفرادی طور پر تبلیغ کی گئی۔ ہدایت خاں صاحب مع بیوی بچوں کے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے حلقہ کی جماعتوں کے سیکرٹریان مال سے مل کر چندہ جات کی وصولی کی کوشش کی۔ یوم تحریک جدید کے موقعہ پر نئے چودہ افراد نے اس تحریک میں وعدے لکھوائے۔

کیندرہ پاڑا۔ اڑیسہ سید صمصام الدین احمد صاحب بدستور زیر تبلیغ افراد سے مل کر احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ ایک ہندو سوداگر جو مذہب میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پیش کی۔ ایک مقامی حافظ صاحب جو احمدیت کے سخت مخالف ہیں کو "محمد خاتم النبیین" پیش کی گئی۔ تو انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ بلکہ گالیاں دیں۔

مولوی صاحب کا تبادلہ رانچی ہو چکا ہے اور وہ اس رپورٹ کی اشاعت تک رانچی پہنچ جائیں گے۔

موسےٰ بنی مائینز۔ بہار یہاں مکرم مولوی فضل الدین صاحب مبلغ کام کر رہے ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں۔ انہیں موسےٰ بنی کے مقامی حالات کے ماتحت حیدر آباد دکن سے تبدیل کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ اور الحمد للہ کہ ان کے موسیٰ بنی مائینز پہنچنے پر وہاں کی جماعت نے ان کے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ ان کے تقویٰ اور زندگی کا جماعت پر اثر ہے۔ مولوی صاحب بڑی سادگی کے ساتھ تبلیغ کرتے ہیں جس کا اثر ہوتا ہے۔ انہوں نے موسیٰ بنی میں مغرب تا عشاء قرآن کریم کا اور بعد نماز فجر حدیث شریف کا درس جاری رکھا۔ علاوہ ازیں قریباً ایک درجن افراد کو قرآن کریم ناظرہ اور دوسری کتب پڑھاتے رہے۔ ۲۳ ستمبر کو یوم تحریک جدید منایا گیا۔

مولوی صاحب قریباً ایک ماہ سے سخت بیمار ہو گئے ہیں۔ اور جمشید پور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ان کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اب انہیں پہلے کی نسبت آرام ہے۔

کلکتہ مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل کافی عرصہ سے بیمار چلے آ رہے تھے صحت زیادہ کمزور ہو جانے کی وجہ سے انہوں نے جولائی سے رخصت حاصل کر لی تھی۔ اس ماہ بھی رخصت پر رہے۔ اور کلکتہ اور بہار کے بعض ماہر ڈاکٹروں سے معائنہ و علاج کرواتے رہے مولوی صاحب سلسلہ کے پرانے مبلغین میں سے ہیں اور خدا کے فضل سے کامیاب مناظر اور مقرر ہیں۔ اس لحاظ سے ان کا وجود قیمتی ہے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔

دہلی مولوی بشیر احمد صاحب فاضل عربی و سنسکرت دہلی کے مبلغ اور یو۔پی کی تبلیغ کے انچارج ہیں۔ انہوں نے اس ماہ ستر کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا۔ اور ۴۵۰ میل کا سفر طے کر کے راجستھان کا دورہ کیا۔ یہ دورہ اس غرض کے لئے تھا کہ راجستھان میں تبلیغی مرکز قائم کرنے کے امکانات پر غور کیا جائے۔ دورانِ سفر اور قیام دہلی میں انہوں نے ۱۵۰ افراد سے تبلیغی ملاقاتیں کر کے پیغام حق پہنچایا۔ بعض زیر تبلیغ افراد کو سلسلہ کی بڑی بڑی کتب پڑھنے کے لئے دیں ایک غیر احمدی مولوی صاحب کے ساتھ اختلافی مسائل پر گفتگو ہوئی۔ پارلیمنٹ کے بعض ممبران اور دہلی میونسپلٹی کے بعض میونسپل کمشنروں کو تبلیغ کی اور لٹریچر دیا۔ شہر میرٹھ کے دو زیر تبلیغ طلباء کو لٹریچر دیا۔ مقامی جماعت میں چار خطبات دیئے۔ اخبار آزاد نوجوان کو ایک مضمون اشاعت کے لئے بھجوایا۔ مقامی سیکرٹری صاحب تعلیم شیخ خادم حسین صاحب نے بعض احباب کو چائے پر مدعو کیا بعض غیر احمدی دوست بھی مدعو تھے ان کو مولوی صاحب نے تبلیغ کی۔ اور بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی کامیاب مساعی کا ذکر کیا۔

شاہجہانپور۔ یوپی مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر یہاں تبلیغ کا کام بھی کرتے ہیں اور صدر انجمن احمدیہ کی جائداد کی نگرانی اور وصول آمد کا کام بھی کرتے ہیں۔ زیر رپورٹ میں انہوں نے کٹھیا۔ اٹاوہ۔ بندھولی جیدہ پور۔ بنڈرہ سکندر پور وغیرہ کا دورہ کیا۔ قریباً ۱۳۰ لٹریچر تقسیم کئے۔ زیر تبلیغ افراد سے ملاقاتیں کرتے رہے اور بعض سرکاری ملازمین کو بھی زبانی اور بذریعہ لٹریچر تبلیغ کی۔ ایک اسلامیہ ہائی سکول کے طلباء کو لٹریچر دیا۔ مصباح ربوہ کے لئے ایک مضمون بھجوایا۔ خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ یہاں قائم ہیں اور کام کر رہی ہیں۔ جائداد شاہجہانپور کے کام کی تکمیل کی۔

انبیٹہ مولوی غلام نبی صاحب مبلغ مقامی طور پر تبلیغ اور تربیت کا کام کرتے رہے ان کو اب تبدیل کر کے مرکز میں لے آیا گیا ہے۔ اور ان کی جگہ مولوی سید منظور احمد صاحب عاقل مبلغ سانده‍ن کو بھجوایا جا رہا ہے یوپی میں بھنڈی کی جماعت میں مولوی محمد احمد صاحب کو مرکز سے بھجوایا جا رہا ہے۔

سانده‍ن۔ یوپی مولوی سید منظور احمد صاحب عاقل مبلغ مقامی طور پر تبلیغ کرتے رہے۔ مقامی جماعت کے بچوں کو قرآن کریم پڑھاتے اور دینی تعلیم دیتے رہے۔ ان کا تبادلہ انبیٹہ کر دیا گیا ہے۔

مسکرا۔ یوپی مولوی منظور احمد صاحب اس ماہ بعض ضروری کاموں کے لئے رخصت لے کر مرکز میں آ گئے تھے۔ اور پھر اپنی شادی کے لئے انتظامات کی وجہ سے رخصت پر رہے۔

مالیر کوٹلہ مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے اس ماہ مقامی طور پر ۱۱۵ افراد کو تبلیغ کی اس کے علاوہ ۴۹ ان افراد سے ملاقات کر کے تبلیغ کرتے رہے جو مستقل زیر تبلیغ ہیں ڈیڑھ سو کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا۔ اور بعض احباب کو سلسلہ کی بڑی کتب مطالعہ کے لئے دیں۔

چمبہ۔ ہماچل پردیش مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ اپنے حلقہ تبلیغ کو وسیع کرنے میں کوشاں رہے۔ مقامی غیر احمدیوں کی طرف سے مخالفت کی جاتی رہی مگر یہ عارضی روک تھی۔ زیر تبلیغ افراد کو تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ اور انہیں سلسلہ کا لٹریچر بھی دیا جاتا رہا۔ ایک تعلیم یافتہ سادھو اور ایک پادری صاحب سے مذہبی گفتگو کی گئی۔ بعض علماء نے غیر احمدیوں کو تلقین کی تھی۔ کہ احمدیوں کے ساتھ ہر قسم کے مراسم منقطع کر دو۔ لیکن یہ مخالفین کامیاب نہ ہو سکے۔ اور مولوی صاحب نے رواداری کے اظہار کے ساتھ تبلیغ کے مواقع نکال لئے۔ مخالفین کی طرف سے مسجد میں بھی بعض غیر قانونی حرکات کا ارتکاب ہوا مگر مقامی حکام نے اس کو رفع دفع کر دیا۔ بعض وکلاء اور پولیس افسران کو لٹریچر مطالعہ کیلئے دیا گیا۔ ۲۳/۹/۵۶ کو یوم تحریک جدید منایا گیا اور غیر احمدی غیر مبائع دوستوں سے چندہ وصول کر کے مرکز بھجوایا گیا۔ یوم جمہوری منایا

موجودہ امام جماعت احمدیہ کا عظیم الشان امتیاز

اور

جماعت کی ترقی کے غیر معمولی اسباب

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان)

(۲)

(۶) اللہ تعالیٰ نے آپکو صواب الرائے اور صحیح قوت فیصلہ کا امتیاز بخشا ہے کہ بڑے سے بڑے پیچیدہ مسائل میں آپکو ذرا بھی دقت پیش نہیں آتی۔ اور آپ انکا حل ایسے خوش اسلوبی سے کرتے ہیں کہ بڑے بڑے ارباب حل و عقد و اہل الرائے دیکھکر ششدر رہ جاتے ہیں کیونکہ وہ انکے حل کرنے سے عاجز ہوتے ہیں۔ آپکی مبصرانہ و محققانہ تنقید بھی نکتہ رسی ہے جس سے عہدہ برآ ہونا دوسروں کے لئے مشکل ہوتا ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ نے آپکو علوم ظاہری و باطنی میں بھی کمال بخشا ہے باوجود اسکے کہ آپکی ظاہری تعلیم بالکل معمولی اور نہ ہونے کے برابر ہے اللہ تعالیٰ نے آپکو قرآن کریم کے علوم ظاہری و باطنی سے پر کر دیا ہے، آپکی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر دی تھی کہ آپکا وہ خاص بیٹا علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ سو ایسا ہی ہوا آپ نے دنیا کی تمام مذاہب اور غیر مذاہب والوں و اہل علم کو یہ چیلنج دے رکھا ہے کہ وہ جس علم کے ذریعہ سے چاہیں قرآن کریم پر اعتراض کر کے دیکھ لیں میں انکے اعتراضات کا جواب قرآن کریم سے ہی نکال کر دکھاؤں گا کوئی ہو جو اسے آزمائے [illegible] کو آزمائی کیا۔

(۸) اللہ تعالیٰ نے آپکو تقریر کا غیر معمولی ملکہ و قابلیت بھی عطا کر رکھی ہے۔ چنانچہ جن لوگوں کو آپ کی تقریر کے سننے کا موقع ملا ہے وہ اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ اس امر میں آپ فی زمانہ لاثانی ہیں۔ آپ کے لمبے لمبے فی البدیہہ لیکچر و خطبے اور جلسہ سالانہ قادیان کی چھ چھ سات سات گھنٹے کی علمی و معلومات عامہ پر مشتمل تقاریر مع تفصیلات طبع شدہ موجود ہیں۔ آپ کے کلام کی تاثیر اثر کئے بغیر نہیں رہتی۔ آپ کی گفتگو ہر لحاظ سے موقع و محل کے مطابق ہوتی ہے

(۹) تقریر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپکو تحریر کے اعلیٰ زیور سے بھی آراستہ فرمایا ہے آپ کی بیش قیمت تصانیف دوست و دشمن کے ہاتھوں میں ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہیں۔ جن میں سے تفسیر کبیر خاص طور پر قابل ذکر ہے جو کہ ایک گراں پایہ علمی شاہکار ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ بعض آدمیوں میں ان میں سے صرف ایک کا مادہ ہوتا ہے دوسرے کا نہیں کوئی اچھی تقریر کر سکتا ہے۔ مگر تحریر اسکی قابل وقعت نہیں ہوتی۔ اور کوئی اعلیٰ تحریر کا ماہر ہوتا ہے۔ مگر تقریر سے عاری ہوتا ہے۔ کوئی نثر کہہ سکتا ہے تو نظم سے کورا ہوتا ہے۔ مگر آپ میں یہ جملہ اوصاف پائے جاتے ہیں۔ آپ اعلیٰ درجہ کے مقرر بھی ہیں۔ اور اعلیٰ درجہ کے محرر بھی۔ آپ ہر فن مولا ہیں۔ آپ اردو، عربی انگریزی تین زبانوں میں تحریر و تقریر بخوبی کر سکتے ہیں۔ اور اردو و عربی میں عمدہ سے عمدہ مؤثر نظم کہہ سکتے ہیں۔ اور یہ ملکہ آپ کے اندر فطری ہے۔ مصنوعی نہیں۔ آپ اپنے مافی الضمیر کو عمدہ سے عمدہ دلنشین اور سادہ سے سادہ پیرایہ میں معمولی قابلیت کے آدمیوں کو اچھی طرح ذہن نشین کرانے پر قادر ہیں۔ آپ کی مجلس عرفان سے عالم و جاہل اور ہر طبقہ کے لوگ یکساں طور پر فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ آپ خوش گفتار ہیں۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے آپ کو نظم و نسق کی خاص قابلیت عطا فرمائی۔ اور یہ وصف آپ میں خاص طور پر نمایاں رکھا ہے۔ آپکا ضبط و کنٹرول و نگرانی اپنی نظیر آپ ہے۔ یہ قابلیت بھی خداداد ہے۔ جس کا لوہا اغیار بھی ماننے پر مجبور رہیں۔ آپ کا قائم کردہ نظام حکومتوں کے نظام سے زیادہ پائدار ہے اور بڑی سے بڑی حکومت کے نظام کا مقابلہ کرتا ہے آپ کے نظام کے سامنے بہت سی حکومتوں کے نظام تہ و بالا ہو گئے۔ مگر آپ کا نظام بدستور قائم ہے۔ آپ ساری دنیا کے نظام کو مضبوط لائنوں پر عمدگی سے چلانے کی اعلیٰ قابلیت رکھتے ہیں۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ نے آپ کے اندر اولوالعزمی استقلال و استقامت و مداومت کا ایسا عظیم الشان مادہ رکھا ہے کہ جس کے سامنے پہاڑ بھی نہیں ٹھیر سکتے۔ اس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ اطلاع ملی تھی۔ کہ وہ خاص بیٹا اولوالعزم ہوگا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ آپ جس کام کا بھی ارادہ کریں اسے کئے بغیر کبھی نہیں چھوڑتے۔ یہ آپکی اولوالعزمی کا کافی و وافی ثبوت ہے کہ ہجرت کے بعد بے سروسامانی کی حالت میں ربوہ جیسا شاندار شہر آباد کر لیا ہے۔ جبکہ حکومت ہند ہر قسم کے سامان رکھتے ہوئے بھی دس سال میں چنڈی گڑھ کو آباد نہیں کر سکی۔ ادھر قادیان میں ۳۱۳ کو سخت مخالفانہ حالات میں ایسا جما کر بٹھائے رکھا ہے کہ اسے دیکھ کر دنیا حیران ہے اب ہی آپ نے باوجود مخالفانہ حالات کے دنیا کے تمام بڑے بڑے ممالک میں جو عیسائیت و دہریت مغربی تہذیب و مادہ پرستی کے اڈے ہیں اپنے مشنوں کا ایک جال پھیلا دیا اور پھر ان کو روز بروز بڑھاتے ہی چلے جاتے ہیں۔

(۱۲) آپ کو بڑے بڑے مذاہب کے متعلق ذاتی طور پر پوری واقفیت ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کو ان کی خوبیوں اور نقائص پر خاطر خواہ اطلاع ہے۔ آپ ذاتی طور پر ان کے متعلق صحیح معلومات دے سکتے ہیں۔ آپکی مذہبی واقفیت وسیع و دقیق معلومات پر حاوی ہے۔ آپ مذاہب کے میدان کے شاہسوار ہیں۔ آپ کا مذہبی لٹریچر اسبات کا شاہد ہے۔

(۱۳) مذہب کے علاوہ سیاسیات میں بھی آپ کو بڑا دخل ہے۔ آپ نے باوجود مذہبی راہنما ہونے کے ہمیشہ اپنے اہل وطن اور حکومت کو انکی سیاسیات میں صحیح راہنمائی کی ہے اور ان کو صحیح مشورہ سے مستفید فرمایا ہے، اور نہ صرف اپنے ملک و حکومت اور اپنے ہم مذہبوں کو بلکہ دنیا کے اہل الرائے اصحاب حل و عقد کو ایسے مشورے و آرائیں و تجاویز و ذرائع بتائے ہیں۔ جن سے سیاسیات و مشکلات کا صحیح حل ہو کر دنیا میں عالمگیر حقیقی امن و اتحاد پیدا ہو سکتا ہے۔ اور سمجھدار سیاسی طبقہ اس وجہ سے آپ کا بہت قدردان ہے۔ اور ایک دنیا نے اس امر میں آپکو داد دی ہے۔ آپکی سیاسی کتب بھی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ آپ نے نہرو رپورٹ پر تبصرہ کے ذریعہ سے نیز گول میز کانفرنس کے موقع پر برٹش حکومت و ممبران کانفرنس کے سامنے سیاسی مسئلہ کا صحیح حل پیش کر کے گراں قدر احسان کیا۔ آپ کے سیاسی مسلک کو سب نے سراہا۔ آپ کی مذہبی و سیاسی خصوصیات کے پیش نظر آپ کو اللہ تعالیٰ نے فضل عمر نام کے ذریعہ سے عمر ثانی قرار دے کر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کو آپ کے وجود و ذات سے وابستہ کر دیا ہے۔

(۱۴) کثیر واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت آپ کے شامل حال ہے۔ اس نے آپ کے لئے کامیابی اور آپ کے دشمنوں کے لئے ناکامی و نامرادی مقدر کر رکھی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام میں آپ کے متعلق خبر دی گئی ہے۔ آپ فتح و ظفر کی کلید ہیں۔ جماعت احمدیہ کی ظاہری و باطنی فتوحات کا ظہور آپ کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔ جو خدائی تائیدات و نصرت ایزدی کی دلیل ہیں۔

(۱۵) اللہ تعالیٰ نے آپ کو صاحب شکوہ و عظمت بنایا ہے۔ آپ کو خاص رعب و دبدبہ ملا ہے آپ کبھی کسی بڑی سے بڑی طاقت سے مرعوب نہیں ہوئے۔ آپ بڑے سے بڑے فتنوں کا استیصال کرنے پر قادر ہیں۔ بلکہ بڑے سے بڑا قوی دل بھی آپ کے سامنے آکر مرعوب ہو جاتا ہے یہ آپ کا غیر معمولی رعب ہی ہے جو منافقوں کی ایک بھی چلنے نہیں دیتا۔ اس خدائی رعب سے اپنے اور غیر بے حد متاثر ہیں۔

(۱۶) اس رعب و دبدبہ کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا دل حلیم و نرم بھی بنایا ہے۔ آپ حد درجہ محبت کرنے والے انسان ہیں۔ صفات جلال کے ساتھ آپ میں صفات جمال بھی حد درجہ موجود ہیں۔ آپ حسن و احسان کے پیکر ہیں۔ آپ ایک طرف اگر کوہ وقار ہیں تو دوسری طرف خوش طبعی اور خوش مذاقی کا مادہ بھی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ آپ اگر نہایت بے تکلفی سے دوسروں سے پیش آتے ہیں۔ تو دوسری طرف کبھی بھی متانت و سنجیدگی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اسی وجہ سے آپ کو دیکھنے والا آپ کو وقار کی بے مثال تصویر سمجھتا ہے۔

آپ کی عادت عام طور پر درگذر اور عفو کی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ شدید سے شدید دشمنوں و متعصب سے متعصب مخالفوں و معاندین کی ظالمانہ کارروائیوں اور باتوں پر آپ نہایت حلم و بردباری کا معاملہ کرتے ہیں انکی انتہائی اشتعال دلانے والی ناپسندیدہ و مکروہ کارروائیوں و پراپیگنڈا پر عموماً درگذر کر جاتے ہیں۔ سوائے کسی شدید مجبوری کے۔ آپ انکی ایسی باتوں کا سختی سے جواب دینے کی اجازت نہیں دیتے۔ بلکہ بسا اوقات اخبار والوں کو آپ بالمقابل سخت رویہ اختیار کرنے سے روک دیتے ہیں

(۱۷) اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبولیت دعا کا ہتھیار دیا ہوا ہے۔ آپ کی دعائیں اکثر قبول ہوتی ہیں۔ اور اپنے تو الگ رہے غیر مسلم بھی آپکی قبولیت دعا کے معترف ہیں۔ اور کئی ایک ہندو اور سکھ اور دیگر مذاہب کے حضرات اپنی حاجات و مشکلات میں دعا کے لئے آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ان میں سے بہتوں نے آپ کی قبولیت دعا کے نمونے دیکھے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ آپ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ بلکہ آپ کی توجہات روحانی سے خدا تعالیٰ لوگوں کی مشکلات دور کرتا اور انکے مقاصد کو پورا کرتا اور انکے کاموں میں برکت دیتا ہے۔ مگر اس جگہ بخوف طوالت ان کا ذکر کرنا مشکل ہے۔

(باقی)

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پہلے سے کئی گنا زیادہ تعداد میں آؤ اور اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی ہمراہ لانے کی کوشش کرو

چندہ جلسہ سالانہ جلد سے جلد بھجوانے کی کوشش کرو تاکہ مہمانوں کے لئے خوراک اور رہائش کے انتظامات میں دقت نہ ہو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۹ نومبر ۱۹۵۶ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

کل شام کو میں جابہ سے واپس آیا تھا اور کل صبح پھر

ایک شادی کی تقریب

پر لاہور جانے کا ارادہ ہے۔ میرے بعد اگر میاں بشیر احمد صاحب میرے ساتھ نہ گئے۔ تو وہ امیر مقامی ہوں گے۔ اور اگر وہ میرے ساتھ گئے۔ تو مولوی جلال الدین صاحب شمس امیر مقامی ہوں گے۔ چونکہ ہم پرسوں جابہ گئے تھے۔ جہاں سے کل شام کو واپس آئے اور کل پھر لاہور جانا ہے۔ اور درمیان میں کچھ پیٹ کی بھی خرابی رہی جو دس پندرہ روز سے چلی آرہی ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے ضعف محسوس ہو رہا ہے۔ اس لئے میں خطبہ مختصر ہی پڑھوں گا۔ بیماری کی وجہ سے چونکہ مجھے وقت کا پورا اندازہ نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ ابھی کافی وقت ہوتا ہے۔ تو مجھے تھوڑا معلوم ہوتا ہے اور بعض دفعہ تھوڑا وقت ہوتا ہے تو مجھے کافی معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے گو ابھی نومبر کا مہینہ چل رہا ہے اور دسمبر میں ہمارے جلسہ سالانہ کے دن ہوتے ہیں لیکن میں ابھی سے جماعت میں

جلسہ سالانہ کے متعلق تحریک

کر دیتا ہوں پہلے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کے چندہ کے متعلق متواتر کئی سالوں سے دیکھا گیا ہے کہ جو جماعتیں شروع سال میں چندہ دے دیتی ہیں وہ تو دے دیتی ہیں اور جو شروع میں نہیں دیتیں ان کے ذمہ کافی بقایا رہ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے سالانہ بجٹ کو نقصان پہنچتا ہے۔ اور ان کے ذمہ بھی بعض دفعہ دو دو سال کا چندہ اکٹھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ جلسہ سالانہ کا چندہ ایک ایسی چیز ہے جس کے دینے کا ہمارے ملک میں سالہا سال سے رواج چلا آرہا ہے۔ جلسہ سالانہ ایک اجتماع کا موقعہ ہے اور اجتماع کے موقعہ پر ہمارے لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ نہ کچھ امداد منظور کیا کرتے ہیں۔ مثلاً شادیوں کے موقعہ پر اجتماع ہوتا ہے۔ تو تمام رشتہ دار جاتے ہیں اور وہاں کچھ نہ کچھ روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ موتوں کے موقعہ پر اجتماع ہوتا ہے۔ تو تمام رشتہ دار جمع ہوتے ہیں۔ اور کچھ نہ کچھ روپیہ دیتے ہیں۔ میلوں پر اجتماع ہوتا ہے۔ جو بعض دفعہ کسی ذلیل سی چیز کو یاد رکھنے کے لئے ہوتا ہے تو اس موقعہ پر بھی ہر گاؤں کا جو آدمی آتا ہے وہ آٹا یا کوئی اور چیز اپنے ساتھ لاتا ہے اور میلہ کرانے والے فقیر کو دے دیتا ہے۔ وہ میلے ذاتی ہوتے ہیں جماعتی نہیں ہوتا۔ وہاں روٹی کسی کو نہیں ملتی۔ مگر پھر بھی لوگ میلہ کرانے والے فقیر کی جھونپڑی کے سامنے آٹے اور دوسری اشیاء کا ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ اسی طرح

بزرگوں کے عرس

ہوتے ہیں۔ عرس بھی کوئی دین کی تبلیغ کا ذریعہ نہیں ہوتے بلکہ صرف پیر بھائیوں کے ملنے کا ایک ذریعہ ہوتے ہیں۔ وہاں بھی لوگ بڑی قربانیاں کرتے ہیں۔ اور ان پیروں کی کچھ نہ کچھ امداد کرتے ہیں جن کے وہ مرید ہوتے ہیں۔ ہمارا جلسہ سالانہ تو عرسوں کی طرح نہیں بلکہ وہ ایک دینی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ پھر اس موقعہ پر آنے والے سب مردوں اور عورتوں کو کھانا دیا جاتا ہے۔ اور سب کے لئے رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ میں نے عرسوں میں جانے والوں سے پوچھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عرسوں میں ۲۴ گھنٹوں میں صرف ایک ایک روٹی ملتی ہے۔ باقی جہاں کوئی چاہے گذارہ کرے۔ بازار سے کر روٹی کھائے یا کسی اور جگہ انتظام کرے۔ لیکن یہاں تو باقاعدہ ہر شخص کو کھانا ملتا ہے۔ اور ان کی

رہائش کا انتظام

ہوتا ہے۔ عرسوں میں تو نہ کھانے کا انتظام ہوتا ہے اور نہ رہائش کا انتظام ہوتا ہے لیکن پھر بھی لوگ وہاں پہنچتے ہیں۔ اور جس قدر آمد ہوتی ہے وہ سب کی سب ایک ہی شخص کی جیب میں چلی جاتی ہے۔ لیکن یہاں جو آمد ہوتی ہے وہ خود جماعت پر خرچ ہوتی ہے۔ اس لئے یہ چندہ کوئی ایسا بوجھ نہیں جسے خوشی سے برداشت نہ کیا جا سکتا ہو۔ یہاں نہ صرف ہر آنے والے مرد کو کھانا دیا جاتا ہے بلکہ اس کی بیوی کو بھی کھانا دیا جاتا ہے اس کے بچوں کو بھی کھانا دیا جاتا ہے۔ اس کے بھائی بندوں اور رشتہ داروں کو بھی کھانا دیا جاتا ہے اور اس کے ہم وطنوں کو بھی کھانا دیا جاتا ہے۔ گویا سارے لوگ اس چندہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور اگر کچھ رقم بچ جاتی ہے۔ تو وہ تبلیغ اسلام پر خرچ ہوتی ہے۔ کسی فرد واحد کی جیب میں نہیں جاتی۔ پس

ہمارا جلسہ سالانہ

تمام عرسوں، میلوں اور اجتماعوں سے بالکل مختلف ہے۔ اور اس میں حصہ لینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ ابھی سے جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ہمارا لمبا تجربہ ہے۔ کہ جو جماعتیں جلسہ سالانہ سے پہلے چندہ دے دیتی ہیں۔ وہ تو دے دیتی ہیں۔ اور جو رہ جاتی ہیں وہ رہتی چلی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض تو بعد میں نظارت بیت المال کے پیچھے پڑنے کی وجہ سے اور خط و کتابت کرنے پر آخر سال میں چندہ پورا کر دیتی ہیں۔ اور بعض جماعتوں کے ذمہ دو دو سال کا بقایا چلا جاتا ہے۔ حالانکہ انتظام پر تو بہرحال روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آنے والوں کو کھانا دیا جاتا ہے اسکی رہائش کا انتظام کیا جاتا ہے۔ روشنی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ پانی کا انتظام کیا جاتا ہے صفائی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جو

ضروریات زندگی

انہیں گھر پر پوری کرنی ہوتی ہیں وہ سب پوری کی جاتی ہیں۔ اگر ہر احمدی یہ سمجھ کر کہ اگر وہ اپنے گھر پر رہتا تب بھی خرچ کرتا۔ انہی تین دنوں کے کھانے وغیرہ کا خرچ دیدے۔ تو

جلسہ سالانہ کے اخراجات

پورے ہو جاتے ہیں۔ وہ صرف یہ نقطہ مد نظر رکھ لے کہ اول تو وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے تین دن کے کھانے کا خرچ جو اس نے گھر میں نہیں کھایا۔ دیدے اور پھر اتنے ہی وہ مہمان سمجھ لے جو اب بجائے اس کے گھر رہنے کے تین چار دن کے لئے سلسلہ کے مہمان بن گئے ہیں۔ اور ان کا بھی خرچ دیدے۔ مثلاً ایک گھر کے سات افراد ہیں۔ اور وہ جلسہ سالانہ پر آتے ہیں۔ تو وہ سات افراد کے کھانے کا خرچ الگ دے۔ اور سات مہمانوں کا بھی دے۔ اور وہ سمجھے کہ وہ سات مہمان اس کے گھر آئے ہیں۔ گویا وہ جو وہ کسی کے لئے تین دن کا خرچ دیدے۔ اور سمجھے کہ گھر کا خرچ بھی چل گیا اور مہمانوں کا خرچ بھی پورا ہو گیا۔

بعض دوست کہہ سکتے ہیں

کہ یہاں آنے کے لئے جو سفر پر کرایہ خرچ ہوتا ہے وہ تو ایک زائد بوجھ ہوتا ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے لیکن سارے سال میں کوئی نہ کوئی سیر بھی لوگ کیا ہی کرتے ہیں۔ اس کو بھی تم سیر ہی سمجھ لو۔ سیر میں بھی لوگ ریل یا موٹر میں بیٹھ کر سفر کرتے ہیں۔ اور کرایہ پر کچھ نہ کچھ رقم خرچ آتی ہے اور یہاں بھی وہ ریل یا موٹر میں ہی بیٹھ کر آتے ہیں۔ پھر یہ زائد بوجھ کیسے ہوا۔ پھر لوگ اپنے رشتہ داروں کو ملنے کے لئے جاتے ہیں۔ اور یہاں بھی جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سب دوست آپس میں ملتے ہیں۔ پھر یہاں

اتنے نکاح ہوتے ہیں

کہ میرے خیال میں دوسری جگہوں پر سال بھر میں بھی اتنے نکاح نہیں ہوتے جتنے یہاں ایک دن میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہو جاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میری صحت اچھی تھی۔ تو قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر میں مسجد مبارک میں دو دو سو اڑھائی اڑھائی سو بلکہ بعض دفعہ چار چار سو نکاح پڑھا کرتا تھا۔ گویا دوستوں نے شادیوں اور بیاہوں پر اپنی اپنی جگہ جو خرچ کرنا ہوتا ہے۔ وہ بھی یہاں آکر اڑ جاتا ہے۔ غرض سیر بھی ہو گئی دوستوں سے مل بھی لیا۔ اور شادیوں اور بیاہوں میں بھی حصہ لے لیا۔ پس اگر یہاں آنے میں کسی کا کچھ زیادہ بھی خرچ ہو جائے۔ تو کیا ہوا۔ اس کے تین اور کام بھی تو ہو گئے۔ جو اسے بہرحال کرنے پڑتے۔ خواہ وہ جلسہ پر آتا یا نہ آتا۔ کیونکہ اگر کوئی شادی ہوتی ہے۔ تو سارا خاندان اکٹھا ہو کر [illegible]

نکاح کے لئے جاتے ہیں۔ اور وہ کام یہاں مفت ہو جاتا ہے۔ پھر شادیوں میں مہمان آتے ہیں تو ان کو کھانا کھلانا پڑتا ہے۔ لیکن یہاں خود شادی والے بھی لنگر میں کھانا کھاتے ہیں اور مہمان بھی لنگر میں کھانا کھاتے ہیں۔ غرض ایک طرف خرچ بڑھتا ہے تو دوسری طرف تین چار اور کام بھی بغیر خرچ کے ہو جاتے ہیں۔ پس پہلے تو میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ

جلسہ سالانہ کا چندہ

جمع کرنے میں دوست جلدی سے کام لیں۔ تاکہ جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے پہلے سے انتظام کیا جا سکے۔ اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی دے دینا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اجناس وقت پر خریدی جائیں۔ تو ان پر بہت کم خرچ آتا ہے۔ اگر روپیہ پاس ہو۔ اور مئی جون یا جولائی میں تمام اجناس خرید لی جائیں۔ تو آدھے روپیہ میں کام بن جاتا ہے۔ اگر گندم وقت پر خرید لی جائے۔ تو اس کی قیمت موجودہ قیمت سے قریباً آدھی ہوتی ہے۔ پھر اس وقت زمیندار کا حوصلہ بھی بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اگر گندم بازار میں دس روپے فی من بکتی ہو۔ تو وہ جلسہ سالانہ کے لئے آٹھ روپے فی من کے حساب سے دے دیتا ہے سادہ سمجھتا ہے کہ یوں بھی اس کے گھر کو گندم دینی تھی۔ چلو سلسلہ کی بھی مدد کر دی۔ تو کیا حرج ہے۔ آٹھ روپے ہم ان سے لے لیتے ہیں۔ اور باقی روپیہ وہ روپیہ چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی طرح دالوں وغیرہ میں بھی بہت فرق پڑ جاتا ہے۔

گندم کا نرخ

پچھلے دنوں ربوہ میں ۱۶-۱۷ روپے فی من ہو گیا تھا۔ لیکن شروع میں ۸ روپے فی من بھی مل جاتی تھی۔ گورنمنٹ کی طرف سے اگرچہ دس روپے فی من نرخ مقرر تھا۔ لیکن زمیندار سلسلہ کی خدمت کے لئے قربانی کرتا ہے اور ۸ روپے فی من کے حساب سے بھی دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ نقد ادائیگی دیتا ہو۔ دالیں بھی اگر وقت پر نہ خریدی جائیں۔ تو قریباً تین گنا خرچ آتا ہے اسی طرح دوسری ضروریات ہیں۔ مثلاً لکڑی ہے اگر وقت پر لکڑی لے لی جائے۔ تو اس میں بھی بہت سا فرق پڑ جاتا ہے۔ کسیر مفت کی چیز ہے۔ جن دنوں بارش ہوتی ہے کسیر کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر ان دنوں اس کا انتظام کر لیا جائے۔ یا چاول کے دنوں میں پرالی لے لی جائے۔ تو یہ چیزیں مفت میں مل جاتی ہیں۔ اور اگر کچھ خرچ آتا ہے۔ تو نہایت معمولی ہوتا ہے

زمیندار سمجھتا ہے

کہ ہم نے بھی کسیر جلانی ہی تھی۔ اگر ان کو دے دی۔ تو کیا حرج ہے۔ صرف یہاں تک لانے میں گڈے کا خرچ پڑتا ہے۔ ورنہ دوسرے دنوں میں کسیر اور پرالی کے جمع کرنے پر بھی بہت خرچ ہو جاتا ہے۔ غرض وقت پر روپیہ جمع ہو جائے تو کئی چیزیں مفت مل جاتی ہیں بعض چیزیں نصف قیمت پر مل جاتی ہیں اور بعض چیزیں نصف سے بھی کم قیمت پر مل جاتی ہیں اور اگر ہمارے جلسہ سالانہ کا خرچ ۶۰-۶۵ ہزار روپے ہو۔ تو وقت پر چیزیں خریدنے کی وجہ سے یہ خرچ ۴۰ — ۴۵ ہزار یا زیادہ سے زیادہ ۵۰ ہزار روپے تک آتا ہے۔

پھر یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ باوجود اس کے کہ ہم میں بہت سی کمزوریاں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں مخلص خادم عطا فرمائے ہیں۔ جن کی محنت اور اخلاص کی وجہ سے ہمارے لنگر کا خرچ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اتنا کم ہوتا ہے۔ کہ اس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ باہر کھانے کا خرچ ایک روپیہ فی کس فی وقت پڑتا ہے۔ لیکن ہمارے جلسہ پر کام کرنے والے جس محنت اور قربانی سے کام لیتے ہیں۔ اور جس طرح مفت سلسلہ کی خدمات بجا لاتے ہیں۔ جس طرح نانبائی اور باورچی بعض اوقات کم رقمیں لے کر کام کر دیتے ہیں۔ اس کی وجہ سے میں نے حساب لگایا ہے کہ ہمارا فی کس خرچ ایک آنہ پانچ پیسے یا ڈیڑھ آنہ پڑتا ہے۔ اگر ڈیڑھ آنہ بھی لگایا جائے تو تین دن کا کھانا ساڑھے چار آنہ میں پڑ جاتا ہے گویا ایک روپیہ میں چار آدمیوں نے جلسہ سن لیا۔ اگر جلسہ سالانہ پر ۶۰ ہزار روپیہ خرچ ہو۔ تو اڑھائی لاکھ آدمیوں کا گذارا ہو گیا۔ جب اتنے آدمی ہوں تو کم سے کم تین چار لاکھ روپیہ خرچ آتے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ جس کا ہم جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ہماری جماعت کے اس اخلاص کو زیادہ سے زیادہ بڑھاتا چلا جائے۔ کیونکہ جوں جوں جماعت بڑھے گی۔ جلسہ پر آنے والوں کی تعداد بھی بڑھتی جائے گی۔ اب اگر

جلسہ سالانہ کے موقع پر

۴۰-۵۰ ہزار آدمی باہر سے آتا ہے۔ تو چند ہی سال میں تم دیکھو گے کہ انشاء اللہ ایک ڈیڑھ لاکھ دو لاکھ اڑھائی لاکھ تین لاکھ چار لاکھ پانچ لاکھ دس لاکھ پندرہ لاکھ بلکہ بیس لاکھ بھی آنے لگ جائیں گے۔ اور بیس لاکھ آدمی آنے لگے۔ اور اس وقت جو جلسہ پر خرچ ہوتا ہے اسی نسبت سے خرچ لگایا جائے

تو پانچ لاکھ روپیہ خرچ آئے گا۔ اور اگر باہر والا خرچ لگایا جائے۔ تو ایک کروڑ سے بھی زیادہ خرچ ہو گا۔ کیونکہ ہر مہمان نے چار دن کھانا کھانا ہے۔ تین دن بھی کھانا کھائے تب بھی چھ وقت کا کھانا دینا ہو گا۔ اور اگر ایک ایک روپیہ فی وقت بھی خرچ لگایا جائے تو تین دن کا خرچ چھ روپیہ فی کس بنتا ہے اور اگر ایک لاکھ آدمی جلسہ پر آئے۔ تو چھ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ اگر ڈیڑھ لاکھ آدمی آئے تو ۹ لاکھ روپیہ خرچ ہوا۔ لیکن موجودہ شرح کے لحاظ سے تو چھ لاکھ آدمی آئے۔ تو ستر اسی ہزار روپیہ میں گذارہ ہو جائے گا۔

بہرحال جماعت کو چاہیئے کہ وہ وقت پر چندہ دے۔ تاکہ کارکن سہولت سے چیزیں خرید سکیں۔

دوسرے میں یہ تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ ربوہ کے لوگ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ مکانات دیں۔ گو اب مکانات خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی بن گئے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جلسہ پر آنے والوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے گو میں نے دیکھا ہے۔ کہ کچھ مدت سے عورتوں میں یہ روح پل رہی ہے کہ وہ الگ مکانوں کا مطالبہ نہیں کرتیں۔ پہلے انہی کی طرف سے اصرار ہوتا تھا۔ کہ ہم کو مردوں کے ساتھ الگ مکان ملے۔ اب دو سال سے لجنہ اماء اللہ کی مختلف جماعتوں سے پتہ لگا ہے کہ عورتیں اگر کہتی ہیں کہ ہم الگ مکانات میں نہیں رہیں گی مرد ہمیں مکانوں میں بٹھا کر خود جلسہ پر چلے جاتے ہیں اور ہم جلسہ سننے سے محروم رہتی ہیں۔ اس لئے ہم عورتوں میں ہی رہیں گی۔ مردوں کے ساتھ نہیں رہیں گی۔ کیونکہ مردوں کے ساتھ رہنے کا فائدہ تو تب تھا کہ وہ ہمارے پاس رہتے۔ لیکن وہ ہمیں مکانوں میں بٹھا کر اصرار سے کنڈا لگا کر چلے جاتے ہیں۔ اور سارا دن

جلسہ میں معروف

رہتے ہیں۔ اور بعض اوقات تو مرات وقت آتے ہیں۔ جب واپس جلسہ کے لئے تیار ہوتی ہے۔ اس لئے ہم عورتوں میں ہی رہیں گی۔ اگر اور کچھ نہیں تو بجائے اکیلے بیٹھنے کے دوسری عورتوں سے باتیں تو کریں گی۔ اس طرح ہمارا دل بھی لگے گا۔ اور اگر کوئی ضرورت ہوئی۔ تو عورتوں کے ذریعہ پوری کریں گی۔ بہرحال قادیان کے خلاف یہاں

یہاں یہ بات دیکھی ہے

کہ عورتیں الگ مکانات میں رہنے کے لئے اصرار نہیں کرتیں۔ قادیان میں عورتوں کی طرف سے اصرار ہوتا تھا۔ کہ ہمیں مردوں کے ساتھ رہنے کے لئے الگ ٹھکانا مل جائے۔ لیکن یہاں اس بات پر زور ہوتا ہے۔ کہ ہمیں عورتوں کے ساتھ رہنے دیا جائے۔ لیکن پھر بھی چونکہ جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کی تعداد ہر سال بڑھ رہی ہے۔ اس لئے اس کے باوجود ہمیں کافی مکانوں کی ضرورت ہو گی۔ پس ربوہ والوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے مکانات کے زیادہ [illegible] خالی کر کے جلسہ سالانہ کے کارکنوں کے سپرد کریں تاکہ وہ ان لوگوں کے لئے انتظام کر سکیں۔ جو الگ مکانات مانگتے ہیں۔ باقی ابھی تو ہمارے پاس عمارتیں کافی ہیں۔ جن میں مہمانوں کا گذارہ ہو جاتا ہے۔

سلسلہ کے اپنے مکانات ہیں

سکول ہیں۔ کالج ہیں۔ پھر لنگر خانہ ہے۔ سا ہیں ان میں مردوں کا گذارہ ہو جاتا ہے۔ مستورات کے ٹھہرنے کے لئے لجنہ کا ہال ہے۔ اسی طرح لڑکیوں کا سکول ہے۔ زنانہ کالج ہے۔ سردست ان کا گذارہ وہاں ہو جاتا ہے۔ لیکن جب آنے والوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تو پھر ان عمارتوں میں تمام مہمان نہیں ٹھہرائے جا سکیں گے۔ بلکہ جیسی پختہ بیرکیں بنانی پڑیں گی۔ اور ایک ایک ایکڑ کی بیرکیں بنائی جائیں تو بار بار ان کی مرمت کا سوال نہیں ہو گا۔ حاجی جب حج کو جاتے ہیں۔ تو ان کے لئے سات نٹ جگہ فی کس مقرر کی جاتی ہے۔ اگر ہمارے ہاں ایک لاکھ مہمان آئیں تو ان کے لئے سات لاکھ فٹ جگہ کی ضرورت ہو گی اگر عورتوں کو نکال لیا جائے۔ تو پھر بھی پانچ لاکھ فٹ جگہ کی ضرورت ہو گی۔ اور پانچ لاکھ فٹ کے معنے یہ ہیں کہ دس ایکڑ زمین کی ہمیں بیرکوں کے لئے ضرورت ہو گی۔ میں نے جب حج کیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ وہاں رات کو گلیوں میں لوگ پڑے ہوتے تھے سا ۹۰ — ۹۰ — ۷۰ — ۷۰ آدمی گلی میں سو رہے تھے۔ نیچے اپنی دریاں بچھا لیتے تھے اور تکیہ کی بجائے کوئی سخت سی چیز سر کے نیچے رکھ لیتے تھے۔ کیونکہ مکہ میں حج کے دنوں میں مکانات بہت کم ملتے ہیں۔ مگر یہاں جلسہ پر آنے والوں میں سے

ہر ایک کو رہنے کیلئے جگہ ملتی ہے

اگر زیادہ مہمان آنے شروع ہو گئے تو ممکن ہے کسی دن ہمیں جلسہ پر آنے والوں سے کہنا پڑے کہ وہ اپنی کوئی چیز ساتھ رکھیں۔ تاکہ وہ جلسہ کے دنوں میں گلیوں میں بستر بچھا کر سو جایا کریں۔ لیکن تنظیم قائم رہے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے جب وہ دن آئے گا جماعت کے خزانہ میں روپیہ بھی زیادہ آ جائے گا۔

اور پھر دس یا بیس ایکڑ میں عمارتیں بنانی جماعت کے لئے مشکل نہیں ہوں گی۔ ایک کنال میں چھ ہزار پانچ سو فٹ جگہ ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے ایک ایکڑ میں ۵۲ ہزار فٹ جگہ ہوئی۔ اور پانچ لاکھ فٹ کے لئے دس ایکڑ میں پختہ بیرکیں بنائی جائیں۔ تو قریباً ایک لاکھ آدمی وہاں گذارہ کر سکے گا۔ لیکن جب جلسہ سالانہ پر آنے والوں کی تعداد ایک لاکھ ہو جائے گی۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے

جماعت کا چندہ

بھی پچاس ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہوگا۔ بلکہ ایک کروڑ روپیہ سالانہ ہوگا۔ اور اس وقت دس ایکڑ زمین میں بیرکیں بنانی کوئی مشکل نہیں ہونگی۔ صرف بیرکوں کے لئے زمین تلاش کرنی پڑے گی۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل سے ابھی ربوہ میں تھوڑی بہت زمین باقی ہے۔ پھر کچھ زمین سلسلہ نے چنیوٹ میں بھی خریدی ہے۔ اور کچھ زمین احمد نگر میں احمدیوں کو مل گئی ہے۔ ان سب زمینوں کو استعمال کیا جائے تو سو ایکڑ زمین بھی مل سکتی ہے۔ اور سو ایکڑ زمین میں مکانات بن جائیں تو

اس کے معنے یہ ہیں

کہ دس لاکھ مہمانوں کی رہائش کا انتظام ہو سکتا ہے بے شک اس پر چالیس پچاس لاکھ روپیہ لگ جائے گا لیکن اس کے لئے فکر کی ضرورت نہیں۔ اس وقت جماعت بھی دس بیس لاکھ ہو جائے گی۔ اور پھر اس کے لئے پچاس لاکھ روپیہ بلکہ ایک کروڑ روپیہ خرچ کرنا بھی مشکل نہیں ہوگا۔ بہرحال جب تک وہ دن نہ آئے اس وقت تک ایک تو ربوہ والوں کو جلسہ کے لئے اپنے مکانات پیش کرنے چاہئیں۔ اور پھر انہیں اپنی خدمات بھی پیش کرنی چاہئیں تاکہ جلسہ پر آنے والوں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔

باہر کی جماعتوں کو چاہیئے

کہ وہ جلدی سے جلد چندہ جلسہ سالانہ بھجوائیں اور پھر ابھی سے جلسہ سالانہ پر آنے کی تیاری کریں اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو جن کے متعلق ان کا خیال ہو کہ وہ فائدہ اٹھائیں گے۔ ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ جو لوگ جلسہ سالانہ پر آجاتے ہیں ان میں سے بہت لوگ بغیر اثر لئے نہیں جاتے ہیں۔ اکثر ایسے ہی ہوتے ہیں جو بیعت کر جاتے ہیں۔ اس لئے اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر آپ لوگ انہیں اپنے ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ جلسہ سننے کا تو انہیں اتنا شوق نہیں ہوتا جتنا احمدیوں کو ہوتا ہے۔ لیکن میلہ دیکھنے کا انہیں مزید شوق ہوتا ہے۔

اس لئے انہیں کہیں چلو میلہ ہی دیکھ آؤ اور اگر وہ میلہ کے نام پر ہی یہاں آجائیں اور یہاں آکر ان کا خدا اور اس کے رسول سے میل ہو جائے تو اس میں کیا حرج ہے یہ تو بڑی اچھی بات ہے پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب احمدی جلسہ سے واپس جاتے ہیں۔ اور وہ اپنی مجلس میں ذکر کرتے ہیں کہ وہاں اس دفعہ یہ یہ دین کی باتیں ہوئیں۔ تو غیر احمدیوں میں بھی چونکہ ایمان ہوتا ہے۔ اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اگلے سال ہم بھی چلیں گے لیکن سال کے آخر تک ان کا وہ جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اس لئے سب دوست ابھی سے ایسے دوستوں کو کہنا شروع کر دیں۔ کہ اس سال

جلسے کے موقعہ پر ربوہ چلیں

وہاں جا کر کچھ خدا کی باتیں سن لینا اور اگر تقریریں نہ سننی ہوں تو میلہ ہی دیکھ لینا۔ غرض چاہے وہ کسی ذریعہ سے آئیں۔ انہیں یہاں لانے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

> کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
> اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

یعنی شعر و شاعری سے ہمارا کوئی تعلق نہیں لیکن بعض لوگ چونکہ شعر کے شوقین ہوتے ہیں۔ اسلئے اگر وہ دین کی باتیں شعروں میں سن لیں تو ہمارا کیا حرج ہے۔ اسی طرح اگر بعض غیر احمدی دوست یہاں میلہ دیکھنے کے لئے ہی آجائیں۔ لیکن یہاں آکر ان کا خدا اور اس کے رسول سے میل ہو جائے تو اس میں ہمارا کیا حرج ہے۔ پس آپ لوگ ابھی سے

اپنے غیر احمدی دوستوں میں تحریک کریں

کہ وہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر یہاں آئیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسہ سالانہ کی اہمیت پر بہت زور دیا ہے آپ نے ایک موقعہ پر ایک بڑی دردناک بات کہی فرمایا کہ دوست جلسہ پر ضرور آئیں۔ پتہ نہیں انہیں اگلے سال کے بعد مجھے دیکھنا نصیب ہو یا نہیں۔ وہ یہاں آئیں گے۔ تو کم از کم مجھے تو دیکھ لیں گے۔ ہماری جماعت میں کئی لوگ ایسے ہیں۔ جن کے دلوں پر اس فقرہ سے ایسی چوٹ لگی کہ انہوں نے اس وقت سے مرکز میں آنا شروع کیا اور اب تک جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہر سال مرکز میں آتے ہیں۔ ۱۸۹۱ء میں پہلا سالانہ جلسہ ہوا تھا اور اب ۱۹۵٦ء آگیا ہے۔ گویا ٦۵ سال ہو گئے مگر بعض لوگ ایسے ہیں جو ٦۵ سال سے متواتر ہر سال جلسہ سالانہ دیکھنے چلے آئے ہیں مثلاً کل ہی

میاں فضل محمد صاحب ہرسیاں والے

فوت ہوئے ہیں انہوں نے ۱۸۹۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جس پر اب ٦۱ سال گذر چکے ہیں گویا ۱۸۹۵ء کے بعد انہوں نے ٦۱ جلسے دیکھے ان کے ایک لڑکے نے بتایا کہ والد صاحب کہا کرتے تھے کہ میں نے جس وقت بیعت کی اس کے قریب زمانہ میں ہی میں نے ایک خواب دیکھا جس میں مجھے اپنی عمر ۴۵ سال بتائی گئی ہے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو پڑا اور میں نے کہا۔ حضور! بیعت کے بعد تو میرا خیال تھا کہ حضور کے الہاموں اور پیشگوئیوں کے مطابق احمدیت کو جو ترقیات نصیب ہونے والی ہیں انہیں دیکھوں گا مگر مجھے تو خواب آئی ہے کہ میری عمر صرف ۴۵ سال ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ گھبراہٹ کی کوئی بات نہیں

اللہ تعالیٰ کے طریق نرالے ہوتے ہیں

شاید وہ ۴۵ کو ۹۰ کر دے۔ چنانچہ کل جو وہ فوت ہوئے تو ان کی عمر پورے ۹۰ سال کی تھی اس طرح احمدیت کو جو ترقیات ملیں، وہ بھی انہوں نے دیکھیں۔ اور ٦۱ جلسے بھی دیکھے ان کے چار بچے ہیں۔ جو دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ ایک قادیان میں درویش ہو کر بیٹھا ہے۔ ایک افریقہ میں مبلغ ہے۔ ایک یہاں مبلغ کا کام کرتا ہے اور جو ہمارا کا مبلغ تو نہیں۔ مگر وہ اب ربوہ آگیا ہے اور یہیں کام کرتا ہے۔ پہلے قادیان میں کام کرتا تھا۔ لیکن اگر کوئی شخص مرکز میں رہے اور اس کی ترقی کا موجب ہو تو وہ بھی ایک رنگ میں خدمت دین ہی کرتا ہے۔ پھر ان کی ایک بیٹی بھی ایک واقف زندگی کو بیاہی ہوئی ہے۔ باقی بیٹیوں کا مجھے علم نہیں بہرحال انہوں نے ایک لمبے عرصہ تک

خدا تعالیٰ کا نشان دیکھا

جب ۴۵ سال کے بعد چھیالیسواں سال گذرا ہوگا تو وہ کہتے ہونگے میں نے خدا تعالیٰ کا ایک نشان دیکھ لیا ہے۔ میں نے تو پینتالیس کی عمر میں مر جانا تھا۔ مگر اب ایک سال جو بڑھا ہے جب چھیالیسویں کے بعد سینتالیسواں سال گذرا ہوگا تو وہ کہتے ہوں گے۔ میں نے خدا تعالیٰ کا ایک اور نشان دیکھ لیا ہے میں نے تو پینتالیس سال کی عمر میں مر جانا تھا مگر اب دو سال جو بڑھے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق بڑھے ہیں۔ جب سینتالیسویں سال کے بعد اڑتالیسواں سال گذرا ہوگا تو وہ کہتے ہونگے میں نے خدا تعالیٰ کا ایک اور نشان دیکھ لیا ہے۔ میں نے تو پینتالیس سال کی عمر میں مر جانا تھا۔ مگر اب تین سال جو بڑھے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق بڑھے ہیں جب اڑتالیسویں سال کے بعد انچاسواں سال گذرا ہوگا تو وہ کہتے ہوں گے میں نے خدا تعالیٰ کا ایک اور نشان دیکھ لیا ہے میں نے تو پینتالیس سال کی عمر میں مر جانا تھا مگر اب چار سال جو بڑھے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق بڑھے ہیں اور جب انچاسویں سال کے بعد پچاسواں سال گذرا ہوگا تو وہ کہتے ہوں گے میں نے تو ۴۵ سال کی عمر میں مر جانا تھا اب یہ پچاسواں سال گذر گیا ہے تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق گذرا ہے۔ گویا وہ ۴۵ سال تک جا کر ہر سال یہ کہتے ہوں گے کہ میں نے خدا تعالیٰ کا نشان دیکھ لیا۔ اور ہر سال جلسہ سالانہ پر ہزاروں ہزار احمدیوں کو آتا دیکھ کر ان کا ایمان بڑھتا ہوگا۔ پس

جلسہ سالانہ کو بڑی عظمت حاصل ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے۔ جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۃ الاسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں۔ جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

پس اس جلسہ میں شمولیت بڑے ثواب کا موجب ہے۔ اور مومن تو چھوٹے سے چھوٹے ثواب کو بھی ضائع نہیں ہونے دیتا۔ دیکھو جلسہ سالانہ پر آؤ گے۔ تو ایک تو دین کی باتیں سن لو گے۔ دوسرے اپنے کئی احمدی بھائیوں سے مل لو گے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا فضل ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ربوہ آنے کی وجہ سے دوستوں کے کئی قسم کے کام ہو جاتے ہیں پس انہیں چاہیئے کہ وہ ابھی سے

جلسہ سالانہ پر آنے کی تیاری شروع کر دیں

بھی خود بھی تیاری شروع کر دیں۔ اور جن غیر احمدی دوستوں کو وہ اپنے ساتھ لا سکتے ہوں انہیں بھی ابھی سے تحریک شروع کر دیں۔ اگر تحریک کرنے پر کوئی کہے۔ کہ میں تو احمدی نہیں۔ تو اسے کہو کہ اگر جلسہ نہیں سنو گے تو میلہ ہی دیکھ لینا۔ اگر تم انہیں میلہ دیکھنے کے لئے ہی لے آؤ۔ اور یہاں آکر ان کو خدا اور اس کے رسول سے میل ہو جائے۔ تو تمہیں کیا مزا آئے۔ حافظ روشن علی صاحب مرحوم سنایا کرتے تھے۔ کہ جلسہ سالانہ کے ایام میں ایک دفعہ میں نے مسجد مبارک کے سامنے والے چوک میں دیکھا۔ کہ ایک گروہ لوگوں کا لنگر خانہ کی طرف سے آ رہا تھا۔ اور ایک گروہ ہائی سکول کی طرف سے آ رہا تھا۔ جب دونوں گروہ چوک میں پہنچے۔ تو ایک دوسرے کو دیکھ کر ذرا ٹھٹک گئے۔ اور کچھ دیر رکنے کے بعد ایک طرف کے لوگ آگے بڑھے اور دوسرے گروہ کے آدمیوں سے بغلگیر ہو گئے۔ اور پھر انہوں نے رونا شروع کر دیا۔ حافظ صاحب فرماتے تھے۔ کہ مجھے یہ نظارہ دیکھ کر تعجب ہوا اور میں نے ان سے پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے اس پر ایک فریق نے بتایا۔ کہ ہم ضلع گجرات کے رہنے والے ہیں۔ یہ ہمارے گاؤں میں پہلے احمدی ہوئے تھے۔ اور ہم لوگ پیچھے احمدی ہوئے۔ جب یہ لوگ احمدی ہوئے۔ تو ہم لوگ طاقتور تھے۔ ہم نے ان کی سخت مخالفت کی۔ اور انہیں اپنے گاؤں سے نکال دیا۔ اس پر یہ کسی اور جگہ چلے گئے۔ اب پندرہ بیس سال کے بعد یہ ہمیں اس جگہ ملے ہیں۔ جبکہ ہم بھی احمدی ہو گئے ہیں۔ اس لئے انہیں دیکھ کر رونا آ گیا۔ کہ ہم نے تو انہیں اپنے گھروں سے نکالا تھا۔ لیکن اب ہم بھی احمدی ہو گئے ہیں۔ اور اس جگہ سے فیض لینے آتے ہیں۔ جہاں سے انہوں نے فیض حاصل کیا تھا۔ اب دیکھو انہوں نے دس پندرہ سال سے اپنے ان رشتہ داروں کو نہیں دیکھا تھا۔ لیکن قادیان میں ان کا ملاپ ہو گیا۔ اسی طرح اگر تم اپنے غیر احمدی دوستوں کو اپنے ساتھ لاؤ گے۔ تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں بھی محبت پیدا کر دے اور ان کا جھگڑا جاتا رہے۔ دلوں میں محبت پیدا کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اور جب وہ کسی کے دل میں محبت پیدا کرتا ہے۔ تو انسان [illegible] رہ جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوہ حنین کے لئے [illegible] گئے۔ تو آپ کے ساتھ مکہ [illegible] بھی شامل ہو گئے۔ تاکہ وہ جنگ [illegible] پورا بدلہ لیں۔ اور عربوں پر اپنا رعب بٹھائیں۔ انہی میں شیبہ نامی ایک شخص بھی تھا۔ وہ کہتا ہے۔ میں بھی اس لڑائی میں شامل ہوا۔ مگر میری نیت یہ تھی کہ جب وقت لشکر آپس میں ملیں گے۔ تو میں موقعہ پا کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کر دوں گا۔ جب لڑائی تیز ہو گئی۔ اور ادھر کے آدمی ادھر کے آدمیوں میں مل گئے۔ تو میں نے تلوار کھینچی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہونا شروع ہوا۔ اس وقت مجھے ایسا محسوس ہوا گویا میرے اور آپ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ اٹھ رہا ہے۔ جو قریب ہے کہ مجھے بھسم کر دے۔ اس کے بعد مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنائی دی۔ کہ شیبہ میرے قریب ہو جاؤ۔ میں جب آپ کے قریب گیا۔ تو آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیرا۔ اور کہا اے خدا۔ شیبہ کو شیطانی خیالوں سے نجات دے۔ شیبہ کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پھیرنے کے ساتھ ہی میرے دل سے تمام دشمنیاں اور عداوتیں اڑ گئیں۔ اور آپ کی محبت میرے جسم کے ذرہ ذرہ میں سرایت کر گئی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ شیبہ آگے بڑھو۔ اور لڑو۔ تب میں آگے بڑھا۔ اور اس وقت میرے دل میں سوائے اس کے اور کوئی خواہش نہیں تھی۔ کہ میں اپنی جان قربان کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچاؤں۔ اگر اس وقت میرا باپ بھی زندہ ہوتا اور میرے سامنے آ جاتا۔ تو خدا کی قسم میں اپنی تلوار سے اس کا سر کاٹنے میں ذرا بھی دریغ نہ کرتا۔ اس قسم کے نظارے مرکز میں آنے پر ہی نظر آ سکتے ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے بعض لوگوں میں بڑی بڑی دشمنیاں تھیں۔ مگر وہ یہاں آئے تو ان کے دلوں سے پرانے بغض نکل گئے۔ اور اپنے بھائیوں کی محبت ان کے دلوں میں پیدا ہو گئی۔ پس آپ لوگ جلسہ سالانہ پر آنے کی کوشش کریں اور اپنے غیر احمدی دوستوں کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ ہمارا تجربہ ہے کہ بہت سے لوگ جو یہاں آتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہو کر جاتے ہیں۔ پس لوگوں کو کثرت کے ساتھ اپنے

رشتہ داروں اور دوستوں کو تحریک کرنی چاہیئے

اور انہیں یہاں لانا چاہیئے۔ ممکن ہے۔ خدا تعالیٰ نے یہی موقعہ ان کی ہدایت کے لئے رکھا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے طریق نرالے ہوتے ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے کرتا ہے۔ ممکن ہے جس کو وہ آپ باوجود کوشش کے احمدی نہیں بنا سکے تھے۔ وہ یہاں آکر احمدی ہو جائے مجھے ایک احمدی نوجوان نے ایک واقعہ سنایا۔ کہ میں اپنے ایک دوست کو جلسہ پر لایا۔ وہ پہلے بہت مخالفت کیا کرتا تھا۔ وہ یہاں آیا۔ اس نے جلسہ سنا اور واپس چلا گیا مگر اس نے بیعت نہیں کی۔ اگلے سال پھر جلسہ سالانہ آیا۔ تو میں نے کہا۔ اس دفعہ بھی جلسہ پر چلو۔ کرایہ میں دے دوں گا۔ وہ کہنے لگا۔ میں تو اپنے کرایہ پر جاؤں گا۔ وہاں تو

خدا تعالیٰ کی باتیں

ہوتی ہیں۔ ان کے سننے کے لئے میں تمہارے کرایہ پر نہیں بلکہ اپنے کرایہ پر جاؤں گا۔ غرض اللہ تعالیٰ اس طرح دلوں کو ٹھیک کر دیا کرتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے بعض لوگ پانچ پانچ سال تک جلسہ پر آتے رہے لیکن انہوں نے بیعت نہ کی۔ بعد میں آئے تو بیعت کر لی۔ اور بعض ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے پہلے سال ہی بیعت کر لی۔ مجھے یاد ہے منصوری کے ایک دوست سید عبد الوحید صاحب بیعت کے لئے آئے۔ ان کے بھائی سید عبد المجید صاحب پہلے سے احمدی تھے سید عبد الوحید صاحب کا لڑکا فضل الرحمن نیفی بڑا مخلص احمدی ہے۔ اور سندھ میں رہتا ہے۔ وہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد پہلے جلسہ سالانہ پر آئے تھے۔ بیعت کے لئے انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اور رونے لگ گئے۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے۔ تو ان کے بھائی نے بتایا۔ کہ یہ بڑے سخت مخالف تھے اور میرے ساتھ احمدیت کی وجہ سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد ان میں ایسا تغیر پیدا ہوا۔ کہ یہ احمدیت کی طرف مائل ہو گئے۔ اور اب بیعت کر رہے ہیں۔ اس تغیر کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ کوئی مولوی صاحب تھے۔ جن کی یہ بہت مدد کرتے تھے۔ اور ان پر بہت اعتقاد رکھتے تھے۔ انہوں نے ایک دفعہ

یہ فتوےٰ دیا

کہ سپرٹ جو جلانے کے کام آتی ہے وہ بھی خراب ہے۔ اور اس کا پینا کفر ہے۔ بعد میں ایک دفعہ یہی مولوی صاحب جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوئے۔ تو انہوں نے کہا۔ سپرٹ تو جلانے کے کام آتی ہے۔ اس کا شراب سے کیا تعلق ہے۔ اس سے یہ بدظن ہو گئے۔ اور انہوں نے سمجھ لیا کہ مولوی لوگ پیسے سے کر بدل جاتے ہیں۔ غرض وہ یہاں آئے۔ اور احمدی ہو گئے۔ پھر جب تک زندہ رہے احمدیت میں بڑے اخلاص سے زندگی گذاری اب ان کی اولاد بھی بڑی مخلص ہے۔ پس آپ لوگوں کو یہ موقعہ ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ وہ دوستوں کو اس امر کی توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ

پہلے سے کئی گنا زیادہ تعداد میں جلسہ پر آئیں

اور پہلے سے کئی گنا زیادہ اخلاص لے کر جائیں اور پھر وہ خود بھی اور ان کی بیویاں بھی اور ان کے بچے بھی ایسا ایمان اپنے اندر پیدا کریں۔ جو پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط ہو۔ اور دنیا کی کوئی محبت اور تعلق اس محبت اور تعلق کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔ جو انہیں سلسلہ اور اسلام سے ہو۔ آمین۔

انتخابات مجالس خدام الاحمدیہ

ابھی تک بعض مجالس نے انتخابات کروا کر عہدہ داروں کی فہرستیں نہیں بھجوائیں حالانکہ دفتر ہذا کی طرف سے کئی بار توجہ دلائی جا چکی ہے۔ ایسی تمام مجالس سے درخواست ہے کہ وہ جلد از جلد انتخابات کروا کر فہرستیں بھجوا کر منظوری وصل کریں۔ یہ انتخاب ۳۰ اپریل ۱۹۵۷ء تک کے لئے ہوگا۔ یکم مئی ۱۹۵۷ء سے نئے سال کے لئے نئے انتخابات کروائے جائیں گے۔

سلیفین اور پریذیڈنٹ صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ اپنے حلقہ کی اور مقامی مجالس کے انتخابات کروانے کے لئے مجالس کو توجہ دلائیں۔

نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

درخواست دعا

علاقہ چودہ کلاٹ اڑیسہ میں صرف ہم احمدی گھر غیر احمدیوں کے بغض و عنادوں میں ایک عرصہ سے گھرے ہوئے ہیں ہماری حالت بہت ہی خراب ہے۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان کرام کی خدمت میں درد دل سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مشکلات کو جلد سے جلد دور کر کے تبلیغ میں سہولت پیدا کرے۔ آمین۔

خاکسار

محمد لطیف الرحمن احمدی

از چودہ کلاٹ اڑیسہ

ضلع کٹک

(بقیہ صفحہ اوّل)

روس ان چار ملکوں نے ہمیشہ مصر و مشرق وسطیٰ کو حریصانہ نظروں سے دیکھا ہے۔ اور ہمیشہ اس علاقہ میں اپنا اثر و رسوخ قائم کرنا چاہا ہے اور یہ اقدام ان کو اپنی بقا و زندگی کے لئے اتنا ضروری نظر آتا ہے کہ کبھی وہ اسی مقصد کے لئے آپس میں بھی آمادہ جنگ ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں سے کبھی کوئی اپنے حریف کو دبانے کے لئے دولتِ عثمانیہ سے معاہدہ بھی کر لیتا ہے۔ سلطان سلیم ثالث کے عہد میں فرانس کے جنرل نپولین بوناپارٹ اور ترکوں میں جنگ چھڑی تو روس اور انگریزوں نے ترکوں کا ساتھ دیدیا۔ اس کے بعد جب فرانس میں جمہوریت قائم ہوئی اور نپولین کو صدر مملکت قرار دیا گیا تو اس نے اب ترکی حکومت کو یہ لکھنا شروع کیا کہ انگریز اور روس دولت عثمانیہ کے دشمن ہیں۔ روس یونان پر قبضہ کر چکا ہے اور انگریز مصر کی تاک میں ہیں۔ اس لئے ترکوں کو فرانس سے دوستی کرنی چاہیئے چنانچہ ایک معاہدہ ہوا اور ترکی حکومت میں فرانس کو تجارت کا حق دیدیا گیا۔ لیکن اس کے بعد ہی سلطان محمود ثانی کے عہد میں فرانس نے دولت عثمانیہ کے خلاف یونان کی مدد کی۔ اور خود الجزائر پر قبضہ کر لیا۔ پھر سلطان عبدالحمید ثانی کے زمانہ میں انگریزوں نے قبرص پر قبضہ کر لیا اور مصر کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ دوسری طرف فرانس ٹیونس پر قابض ہو گئے۔ اعرابی پاشا اور مہدی سوڈانی نے دفاع کی بڑی کوششیں کیں۔ مگر بیکار ثابت ہوئیں۔ پھر ۱۹۱۱ء میں دولت عثمانیہ پر بلقان اور یونان نے حملہ کیا۔ ترکوں کے لئے یہ بڑا ہی پر آشوب زمانہ تھا۔ انہیں دنوں ہندوستانی مسلمانوں کے دل میں خلافت ترکیہ کے لئے انتہائی ہمدردی کا جوش پیدا ہوا ہو۔ مولینا شبلی۔ مولینا محمد علی اور مولینا ابوالکلام آزاد نے اپنی تقریر و تحریر سے سارے ہندوستان کو حفاظتِ خلافت پر آمادہ کر لیا۔ یہ حالت تھی کہ ۱۹۱۴ء والی پہلی جنگ عظیم شروع ہو گئی۔ اس میں ترکوں نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ اور جرمنی کے ساتھ انہوں نے بھی۔ اراگست ۱۹۱۸ء کو اتحادیوں کے ہاتھوں شکست کھائی۔ اب ان لوگوں کی مراد بر آئی۔ اور ان سبھوں نے اس کے حصے بخرے کر لئے۔ حجاز۔ عراق اور فلسطین انگریزوں کے حصہ میں آیا۔ شام فرانس نے لیا۔ ایشیائے کوچک یونان کو ملا۔ اور قسطنطنیہ پر سبھوں کا قبضہ رہا۔ لیکن چند نوجوان ترک جو کسی طرح سے بچ گئے۔ پھر اٹھے جنگ کی اور ایشیائے کوچک و قسطنطنیہ پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

یہ مصر و مشرق وسطےٰ کی تدریجی سرگذشت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کی تمام قومیں ہمیشہ مصر و مشرق وسطےٰ کو اپنے مفاد کی حفاظت کے لئے بہت اہمیت دیتی رہی ہیں۔ اور اس کی داخلی و خارجی پالیسی کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے جارحانہ کارروائیاں کرتی رہی ہیں پچھلی صدی کے ان واقعات پر غور کرنے کے بعد اب یورپ۔ امریکہ اور روس کی پالیسی کا پس منظر اچھی طرح سامنے آجاتا ہے۔

انگریزوں کی دفاعی تیاریاں

انگریزوں نے جب ایشیا میں اپنا دام پھیلایا تو سب سے پہلے ہندوستان کی سلطنت مغلیہ اس کی شکار ہوئی۔ یوں تو ۱۸۵۷ء میں دہلی کے نام نہاد بادشاہ ظفر کو جلا وطن کر کے پورے ہندوستان کو زیر نگیں کر لیا۔ لیکن ان کی راہ میں مشکلات تھیں۔ جنہیں حفاظت سلطنت کے لئے دور کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ پہلی مشکل تھی دولتِ عثمانیہ۔ دوسرے حکومتِ ایران اور تیسری بُعد مسافت پہلی اور دوسری مشکل پر تو انہوں نے اپنی حفا فریب اور جبر و استبداد سے قابو پا لیا۔ برطانوی مدبر اپنے بحری تجربہ سے اس نتیجہ پر پہنچے کہ دفاع ہند کے لئے مصر و مغربی ایشیا میں برطانوی اڈوں کا ہونا ضروری ہے اسی لئے انہوں نے مصر کے خلاف جو ایشیا کا دروازہ ہے۔ ریشہ دوانیاں کیں۔ اور اسکو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اور پہلی جنگ عظیم کے بعد فلسطین، حجاز و عراق پر قبضہ کر لیا۔ اور یہاں بیٹھ کر ہندوستان میں برطانوی مفاد کی حفاظت کرنے لگے

نہر سویز

تیسری شکل بُعد مسافت کی تھی ان دنوں برطانوی جہاز افریقہ کے نیچے کیپ آف گڈ ہوپ کو طے کرتا ہوا بحیرہ عرب و بحیرہ ہند اور خلیج فارس میں داخل ہوتا تھا۔ یہ راستہ بڑا لمبا اور تکلیف دہ تھا لہٰذا اس مسافت کو دور کرنے اور ایشیا کی دولت سے زیادہ مستفید ہونے کے لئے بار بار نہر سویز کی کھدائی کی تجویز سامنے آئی۔

جب نپولین نے مصر پر قبضہ کیا تو انہوں نے بھی یہ نہر کھودنی چاہی۔ لیکن ان کے ٹیکنیکل مشیروں نے کہا کہ یہ تجویز ناقابل عمل ہے اور اس کے اخراجات ناقابل برداشت ہیں۔ اس کے اور برطانیہ کے وزیر اعظم پامسٹن کے سامنے بھی یہ تجویز آئی۔ مگر انہوں نے بھی اس کی مخالفت کی۔ اور اس کو اپنی سیاسی و تجارتی مفاد کے لئے مضر بتایا۔ لیکن محمد علی پاشا کے بیٹے سعید پاشا کے زمانہ میں یہ تجویز یوں منظور ہوئی کہ فرانس کے پولیٹیکل ایجنٹ کا ردکا ان کا دوست تھا۔ ایک دن اس نے سعید پاشا کے سامنے نہر سویز کی تجویز رکھی اور مصر کو پندرہ فی صدی نفع میں ساجھی قرار دیا۔ سعید پاشا نے اس تجویز پر غور کئے بغیر دستخط کر دیئے۔ آخر ۱۸۵۹ء میں اس نہر کی بنیاد پڑی۔ اس نہر کی کھدائی میں سرمایہ تو فرانس اور انگریز کا لگا۔ لیکن جانیں بے شمار مصریوں کی ضائع ہوئیں۔ اور ان میں سے کسی نقصان کا معاوضہ نہیں دیا گیا۔ کرنل ناصر کے بیان کے مطابق ایک لاکھ سے زائد مصری اس نہر کی کھدائی میں کام آئے۔ مصر بڑی بڑی عمارتوں کے لئے مشہور ہے۔ انہیں میں سے ایک نہر سویز بھی سمجھی گئی۔ اور مصر میں تو اس کا نام ہی خونی نہر پڑ گیا تھا۔

یہ نہر ایک سو ایک میل لمبی ہے۔ اور اس کی چوڑائی اور گہرائی کا اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آج کل چند جہازوں کے ڈوب جانے کے بعد یہ نہر بند ہو گئی ہے۔ نہر سے جہاز گزارنے کا ٹیکس اور انتظام کا کام سب اس کے لئے جو مجلس انتظامیہ بنائی گئی۔ اس میں انگریز تھے یا فرانسیسی۔ مصر تو صرف تبرک کے طور پر شریک کئے گئے۔ اس نہر کی کھدائی کے بعد سچ مچ مصر ایشیا کا دروازہ ثابت ہوا۔ اس وقت دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جو یہ نہر نہ استعمال کرتا ہو۔ چار ہندوستان بھی اس راستہ سے سالانہ کروڑ روپے سالانہ کی تجارت کرتا ہے۔

یہ حالات تھے کہ مغربی ایشیا میں تیل کے چشمے دریافت ہوئے۔ اس دریافت نے اسکی اور اہمیت بڑھا دی اور وہاں کی سیاست اور پیچیدہ ہونے لگی۔

(باقی)

مصر کے صدر جمال عبدالناصر کی طرف سے جماعت احمدیہ اور اسکے مقدس امام کے پیغام پر

پُرخلوص قدردانی اور گہرے جذباتِ تشکر کا اظہار

مورخہ ۳ نومبر ۱۹۵۶ء کو ربوہ سے مکرم ناظر صاحب امور خارجہ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے مصر کے صدر جمال عبدالناصر کے نام جو برقی پیغام ارسال کیا اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

" موجودہ نازک وقت میں جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام کی دلی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ برطانیہ اور فرانس نے مصر پر حملہ کر کے ہمیشہ ہمیش کے لئے اپنے چہروں کو داغدار کر لیا ہے۔ خدا تعالیٰ ضرور ان کو اس کی سزا دے گا۔ یہ امر ہمارے لئے حیرت کا باعث ہے کہ جبکہ موجودہ اسرائیلی حملہ اس بناء پر ظہور میں آیا ہے کہ آپ عربوں اور خصوصیت سے اردن کے مفادات کی علمبرداری کا فرض ادا کر رہے ہیں یہ ممالک کس طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں اور صرف زبانی ہمدردی پر ہی اکتفا کر رہے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کی آنکھیں کھولے اور ہماری دعا ہے کہ موجودہ جنگ میں اللہ تعالیٰ اہل مصر کی مدد فرمائے۔ آمین۔

ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان مورخہ ۳ نومبر ۱۹۵۶ء

اسکے جواب میں صدر ناصر نے حسب ذیل الفاظ میں ناظر صاحب امور خارجہ کو جوابی تار بھیجا:۔

صدر ناصر کا جوابی تار

"I have received with sincere appreciation message expressing the good wishes and fervent prayers of Ahmadiyya Community and its head for the victory of Egypt in its struggle against the aggressors we thank you all for these kind feelings and noble senti-ments may God help us and grant us prosperity Gamal Abdul Nasser"

ترجمہ:۔ میں نے آپ کا مخلصانہ پیغام قدردانی کے پُرخلوص جذبات کے ساتھ وصول کیا ہے۔ جس میں حملہ آوروں کے خلاف اہل مصر کی جد و جہد میں مصر کی کامیابی اور فتح کے لئے جماعت احمدیہ اور امام جماعت کی طرف سے نیک خواہشات اور دلی دعاؤں کا اظہار کیا گیا ہے۔ ہم ایسے اعلیٰ خیالات اور نیک جذبات پر آپ سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ہماری مدد فرمائے اور ہمیں خوشحالی عطا کرے۔

جمال عبدالناصر

مورخہ ۹ نومبر ۱۹۵۶ء

تبلیغی رپورٹ بقیہ صفحہ ۳

بعض لوگ احمدیت سے متاثر ہیں۔ ان کے لئے دعا کی جائے۔

سرینگر کشمیر حکیم محمد سعید صاحب مبلغ سرینگر وانچارج تبلیغ کشمیر یہاں کام کر رہے ہیں۔ یہ شہر کے مختلف حصوں میں جا کر زیر تبلیغ افراد سے ملتے رہے۔ اور لٹریچر بھی پڑھنے کے لئے دیا۔ ایک آریہ پرچارک سے مسلمان حکمرانوں کے زمانہ میں مندروں کو لوٹنے کے بارہ میں گفتگو ہوئی۔ اور حکیم صاحب نے اس کی تردید کی۔ سناتن دھرمی ہندوؤں نے حکیم صاحب کے دلائل کی تائید کی۔ امیرا کدل میں ۳۰ افراد کو لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا۔ اور بعض کو زبانی تبلیغ کی۔ باغ گرمل میں غیر احمدیوں کے ایک اجتماع میں تبلیغ کی گئی۔ ایک پادری صاحب کو گرجا میں جا کر تبلیغ کی۔ ۱۵ غیر احمدی زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ سالانہ قادیان پر جانے کے لئے آمادہ کیا۔ افسوس کہ عین جلسہ کے موقعہ پر کشمیر میں برسات کی کثرت اور رستے بند ہو جانے کی وجہ سے یہ دوست نہ آ سکے۔ البتہ حکیم صاحب خود تشریف لائے جو راستے بند ہونے سے پہلے چلے آئے تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان کے اشتہارات شہر کے مختلف حصوں میں لگائے گئے۔ جنہیں غیر احمدی مولویوں نے رات کو اتروا دیا۔ دوسرے روز پھر لگوائے گئے۔ تو پھر غیر احمدیوں نے رات کو اتار دیئے۔ تین غیر مبائع دوستوں سے ملاقات کر کے تبلیغ کی گئی۔ سرکاری دفاتر میں تین افسران اور بیس ملازمین کو لٹریچر دیا گیا۔

جموں یہاں جماعت کا کوئی مبلغ نہیں ہے البتہ بابو محمد یوسف صاحب سیکرٹری تبلیغ باقاعدہ تبلیغی کام کر کے ماہوار رپورٹ بھجواتے ہیں انہوں نے اس ماہ میں دو غیر مسلموں کے ساتھ "اسلام اور کمیونزم" اور "نبوت اور اوتار" کے موضوعات پر گفتگو کی اور بتایا کہ ہم شری کرشن جی کو خدا کا اوتار مانتے ہیں۔ بعض غیر مسلموں کے ساتھ دیانتداری کے ساتھ اور وفاداری کے جذبہ کے ساتھ حکومت کا کام کرنے پر گفتگو کی گئی۔

ماندوجن بھٹوپال کشمیر اس حلقہ میں مولوی غلام احمد شاہ صاحب مبلغ کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے ننیہوار، رشی نگر اور ماندوجن میں خطبات جمعہ دیئے۔ شوپیاں۔ کاپرن۔ نبامہ اور رشی نگر کا دورہ کیا۔ اور جلسہ سالانہ کے پوسٹر چسپاں کئے۔ دو غیر احمدیوں کے نکاح پڑھائے۔ زیر تبلیغ افراد کو زبانی لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کی گئی۔ تحریک جدید اور عام چندوں کی ادائیگی کے لئے دوستوں کو توجہ دلائی گئی۔ ایک غیر احمدی کے خطبہ نکاح کے وقت تیس افراد کو احمدیت کا پیغام پہنچایا۔

بھدرواہ یہاں حال ہی میں مولوی محمد ایوب صاحب مبلغ کو بھجوایا گیا ہے۔ مولوی صاحب مقامی طور پر اور مضافات میں دورے کر کے بھی تبلیغی میدان تیار کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس ماہ انہوں نے پہاڑی علاقہ کے کئی گاؤں کا دورہ کیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام ہے اور کام ہو رہا ہے۔

یوبچہ شیخ حمید اللہ صاحب سابق مبلغ گنجورہ کو تبدیل کر کے یوبچہ بھجوا دیا گیا ہے۔ اس علاقہ میں پہلے ہمارا کوئی مبلغ نہ تھا۔ مولوی صاحب نے جا کر یوبچہ کی جماعتوں کی تنظیم کی ہے اور انتخابات کروا کر مرکز میں بھجوائے ہیں۔ چارکوٹ۔ چارکوٹ۔ بڈھعالون۔ گورسائی۔ سشینڈرہ اور ٹھاٹھیں کی جماعتوں میں چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام مولوی صاحب نے کیا ہے۔ ان جماعتوں میں مقامی خواندہ دوست بچوں کو باقاعدہ پڑھا رہے ہیں۔ اس ماہ مولوی صاحب نے ۸۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا۔ اور ۲۵۰ افراد کو تبلیغ کی۔ جماعتوں کا دورہ کر کے ۲۸۵ میل کا سفر طے کیا۔ ان تمام جماعتوں کو تنظیم تعلیم اور ادائیگی چندہ جات کی طرف توجہ دلائی۔ اخبار بدر کی خریداری کے لئے تحریک کی۔ مولوی احمد الدین صاحب۔ مولوی قادر صاحب۔ مولوی عبد الحق صاحب خادم۔ مولوی کرم الدین صاحب۔ میاں بہادر صاحب قاضی عبد الرحمن صاحب۔ میاں عبد اللطیف صاحب۔ میاں عبد الباری صاحب۔ میاں محمد صادق صاحب اور حوالدار محمد ابراہیم صاحب جو مختلف جماعتوں سے تعلق رکھتے ہیں تبلیغی کام میں شیخ صاحب کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے۔

سندہ براڑی گیانی عبد اللطیف صاحب مبلغ نے دانگام۔ دنتنگام اور دیوگام کا دورہ کیا۔ اور تیس میل پیدل سفر کیا۔ ایک سو کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا۔ ایک میلہ مویشیاں میں جا کر لٹریچر تقسیم کیا۔ اور بعض لوگوں کو تبلیغ کی۔ قریباً ایک صد مستقل زیر تبلیغ افراد کو تبلیغ کرتے رہے۔

متفرق اس ماہ جو مبلغین نے اپنے اپنے حلقہ میں فتنہ منافقین سے متعلق سب جماعت کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ الفضل اور بدر کے مضامین درباره فتنہ منافقین احباب کو سنائے اور جماعتوں سے ریزولیوشن پاس کروا کر مرکز میں بھجوائے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھی بھجوائے۔ الحمد للہ کہ ہندوستان بھر کی جماعتوں نے فتنہ منافقین سے متفقہ طور پر بیزاری اور بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے کمال محبت اور عقیدت اور خلافت سے وابستگی کا اظہار اور عہد کیا ہے۔

جو مبلغین اپنے حلقوں میں جلسہ سالانہ پر قادیان آنے کے لئے دوستوں کو تحریک کرتے رہے اور چندہ جات کی وصولی میں مقامی سیکرٹریان مال سے تعاون کیا۔ ہر جگہ پر تحریک جدید کا ماہ منانے کا انتظام کیا۔

مرکزی کارروائی نظارت دعوۃ و تبلیغ میں اس ماہ لوکل قادیان سے ۷۹ اور بیرونجات سے ۱۸۳ چٹھیات موصول ہوئیں۔ اور لوکل کے نام ۲۷ اور بیرونجات کو ۲۸۲ چٹھیات بھجوائی گئیں۔ علاوہ ازیں لٹریچر کے ۸۰ بنڈل بھجوائے گئے۔ جن میں ایک ہزار کے قریب لٹریچر تھا۔ یہ تمام لٹریچر مرکز کی طرف سے مفت بھجوایا گیا۔ جلسہ سالانہ پر باہر سے آنے والے احباب کے لئے لٹریچر کے بنڈل تیار کئے گئے (اس کی تفصیلی رپورٹ بدر اور الفضل میں شائع ہو چکی ہے) مبلغین کو تبلیغ کے بارہ میں ہدایات بھجوائی جاتی رہیں۔

دفتر زیارت و تبلیغ قادیان دفتر زائرین میں اس ماہ ۴۲۱ زائرین بیرون قادیان سے مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے آئے۔ زائرین کو سلسلہ سے متعلق معلومات بہم پہنچائی گئیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا موعود اقوام عالم ہونا بیان کیا۔ زائرین کو حسب حالات لٹریچر بھی دیا جاتا ہے۔ بعض اعلیٰ افسران معززین رجسٹر زائرین میں عمدہ ریمارکس بھی ہماری جماعت کے متعلق دے کر جاتے ہیں۔ اس ماہ اس دفتر کی طرف سے ۲۷۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

آج کے زمانے کو آنحضرت صلعم کے پیغام کی سخت ضرورت ہے

حضرت محمد صاحب کی تعلیمات آج میری زندگی کو روشنی دے رہی ہیں

میلاد النبی کے جلسہ میں چیف منسٹر سنجیوا ریڈی کی تقریر

حیدرآباد ۷ ر نومبر۔ بتاریخ ۵ ر نومبر کو یہاں مسلمانان انت پور کی طرف سے عظیم الشان جلسہ میلاد النبی صلعم منایا گیا جلسہ کی صدارت چیف منسٹر آندھرا پردیش شری نیلم سنجیوا ریڈی نے کی۔ چیف منسٹر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضور اکرم صلعم کی تعلیمات کو ہر گھر میں پہونچانا چاہیئے۔ ان کے پیغام کی آج کے زمانے کو سخت ضرورت ہے میں بچپن ہی سے اپنی زندگی آج تک مسلم دوستوں میں گذاری ہے۔ میں نے آج تک جو معلومات اپنے مسلم دوستوں سے حضرت محمد صاحب کے بارے میں حاصل کیں۔ وہ آج میری زندگی کو روشنی دے رہے ہیں۔ "عمل کے میدان میں عمل کئے جاؤ باتیں کم کرو" یہ اصول میں نے حضرت محمد صاحب کی ہی تعلیمات سے حاصل کی ہے مہاتما گاندھی جی نے بھی حضرت محمد صاحب کے بہت زیادہ اصول کو اپنا کر اپنے لئے مشعل راہ بنایا تھا۔ اور اسی میں اپنی نجات سمجھا میں نے بھی مہاتما گاندھی کی طرح حضرت محمد صاحب کی بہت سی باتوں کو اپنا لیا ہے اور اپناؤں گا۔

چیف منسٹر کی اس تقریر کے بعد ڈپٹی اسپیکر آندھرا شری کلاشتیا راؤ نے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو زبردست الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ اور کہا کہ حضرت محمد صاحب ہمارے سب سے بڑے رہنما ہیں۔

اس کے بعد ممبر پارلیمنٹ پی چچیا نے حضرت محمد صلعم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ دور میں جتنے بھی اچھے قوانین نظر آ رہے ہیں اور بنائے جا رہے ہیں یہ سب اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ہیں۔

اس کے بعد شری انتھونی ریڈی رکن مقننہ آندھرا پردیش نے بھی حضور اکرم صلعم کو دنیا کا زبردست انسان بتایا۔

(نظام گزٹ حیدرآباد دکن ۸ ر نومبر ۱۹۵۶ء)

اخبار بدر کا جلسہ سالانہ نمبر

امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اخبار بدر کا باتصویر مخصوص نمبر شائع ہوا تھا۔ اس کے چند نسخے قابل فروخت ہیں قیمتی مضامین کے علاوہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے ہر دو خلفاء کے فوٹو، قادیان کا ایک منظر آرٹ پیپر کے سرورق پر خوشنما صورت میں نہایت دیدہ زیب ہیں۔

قیمت فی پرچہ ۴ر محصول ڈاک ۱ر

(مینیجر اخبار بدر)

دعائے مغفرت اور درخواست دعا

میری اہلیہ آمنہ خاتون بتاریخ ۲ر نومبر ۱۹۵۶ء بعد دوپہر وفات پا گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللّٰھم اغفرلہا وارحمہا وادخلہا الجنۃ۔ آمین۔ مرحومہ ایک لمبے عرصہ تک بیمار رہی اور اس کی صحت یابی کیلئے ہر قسم کی کوشش کی گئی مگر افسوس جانبر نہ ہو سکی۔

مرحومہ میں اور خوبیوں کے علاوہ ہمدردی ملنساری مہمان نوازی، صدقہ و خیرات کا جذبہ اس کے دل میں برابر مرکوز تھا۔

مرحومہ کے بطن سے نو بچے تولد ہوئے جن میں سے پانچ تو مرحومہ کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے صرف چار بچے بطور یادگار چھوڑ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بچوں کا خود ہی کفیل ہو اور حافظ و ناصر رہے آمین۔ احباب کرام بزرگان عظام سے ملتجی ہوں کہ دعا فرماویں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے اور اس کے چاروں بچوں کا اس رنگ میں خدا تعالیٰ پرورش کا انتظام کرے کہ وہ سب کے سب نتیجۃً عبد شکور ثابت ہوں۔ اللّٰھم آمین ثم آمین۔

نیز مرحومہ کی تیمارداری میں جن بزرگوں اور بہی خواہوں نے بے لوث خدمات سرانجام دی ہیں ان سب کا قلبی شکر گذار ہوں بالخصوص مکرم جناب سید شہاب الدین صاحب سیکرٹری ضیافت جماعت احمدیہ سونگڑہ اور مکرمہ جنابہ سیدہ ناصرہ خاتون صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ سونگڑہ نے دن اور رات ایک کر کے خدمت خلق کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا جو ہم سب کے لئے قابل تقلید ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

خاکسار سید بدر الدین احمد عفی عنہ از کلکتہ

قابل تقلید

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ جماعت احمدیہ دہلی سے اطلاع دیتے ہیں کہ اہلیہ صاحبہ شیخ خادم حسین صاحب نے مسجد ہالینڈ کے لئے اپنا ایک زیور فروخت کر کے مبلغ ۔/۳۲ روپے چندہ ادا کیا ہے۔ جزاہا اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ انکی اس قربانی کو قبول فرمائے اور اپنے فضل و کرم سے انکے اموال میں برکت ڈالے۔ آمین۔ (ناظر بیت المال قادیان)

منظوری عہدیداران جماعت ہائے ہند

مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدیداران کی منظوری بہ تفصیل ذیل دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ جملہ عہدیداران کو زیادہ سے زیادہ خدمات کی توفیق دے۔ آمین۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

۱۔ جماعت احمدیہ چارکوٹ

۱۔ صدر۔ میاں بشیر محمد صاحب۔ بمقام چارکوٹ ڈاکخانہ راجوری ضلع پونچھ علاقہ کشمیر
۲۔ نائب صدر۔ میاں دیدار بخش صاحب " "
۳۔ سیکرٹری تبلیغ۔ میاں محمد شفیع صاحب " "
۴۔ " تعلیم۔ میاں الف دین صاحب " "
۵۔ " مال۔ میاں عبد الحق صاحب خادم " "
۶۔ " امور عامہ۔ میاں محمد شفیع صاحب " "
۷۔ " ضیافت۔ میاں الف دین صاحب "
۸۔ محصل۔ میاں عبد الحلیم صاحب " "
۹۔ محاسب۔ میاں عبد الحق صاحب خادم " "
۱۰۔ امین۔ میاں ستار محمد صاحب " "
۱۱۔ آڈیٹر۔ میاں بشیر محمد صاحب " "
۱۲۔ سیکرٹری وصایا۔ محمد حسین صاحب " "

۲۔ جماعت ہبلی

۱۔ صدر۔ حضرت صاحب منڈاسگر۔ معرفت احمدیہ مسلم مشن بھنڈا وادبیس روڈ ہبلی۔ ضلع دھارواڑ۔ بمبئی۔

۳۔ نرگاؤں علاقہ اڑیسہ

۱۔ صدر۔ مصاحب خان صاحب۔ بمقام نرگاؤں ڈاکخانہ تلسی پور ضلع کٹک اڑیسہ
۲۔ سیکرٹری مال۔ آدم خان صاحب " "
۳۔ " تعلیم۔ آدم خان صاحب " "
بقایا دار عہدیداران کی منظوری صرف چھ ماہ کے لئے ہے۔

۴۔ جماعت احمدیہ یادگیر

۱۔ امیر سیٹھ عبد الحی صاحب احمدی بیڑی فیکٹری یادگیر ضلع گلبرگہ
۲۔ سیکرٹری مال۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل بمقام و ڈاکخانہ یادگیر ضلع گلبرگہ
۳۔ نائب سیکرٹری مال۔ محمد خواجہ صاحب غوری
۴۔ سیکرٹری دعوۃ و تبلیغ۔ محمد انیس صاحب غوری
۵۔ " تعلیم و تربیت۔ محمد خواجہ صاحب
۶۔ " امور عامہ۔ محمد انیس صاحب وکیل
۷۔ " وصایا۔ محمد الیاس صاحب
۸۔ " ضیافت۔ محمد اسمٰعیل صاحب غوری۔
۔ آڈیٹر۔ محمد عثمان صاحب
۹۔ سیکرٹری تحریک جدید ... اکرنولہ ۔ عبد القادر صاحب

مقاماتِ مقدسہ قادیان کی غیر معمولی مرمت

اور

احباب جماعت کا فرض

پیشتر ازیں بذریعہ اخبار بدر بار بار بسرکلر جملہ احباب جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے کہ گذشتہ چند سالوں میں قادیان کے مقدس احمدیہ ایریا بشمول مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، دار المسیح، مدرسہ احمدیہ اور مہمانخانہ کی عمارتوں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ اور وہ فوری مرمت و تعمیر کی محتاج ہیں۔ اس غرض کے لئے چندہ کی تحریک نظارت ہذا کی طرف سے کی جا چکی ہے۔ لیکن ابھی تک ہماری درخواست پر بہت کم احباب اور جماعتوں نے اس اہم ضرورت کو محسوس کر کے اس میں حصہ لیا ہے۔

حال ہی میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ماہرین فن کو معائنہ کے لئے قادیان بھجوایا جن کے اندازہ کے مطابق فوری اور ضروری مرمتوں کے اخراجات کا اندازہ قریباً تیس (۳۰،۰۰۰) ہزار روپے بنتا ہے۔ اور یہ غیر معمولی خرچ ایسا ہے کہ جس کے لئے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سالانہ معمولی بجٹ میں گنجائش نہیں ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت کے احباب اس قومی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اس کار خیر کی تکمیل کی طرف توجہ فرماویں۔

اس غرض کے لئے احباب جماعت کو چندہ کی اپیل کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

"قادیان کے اکثر مقامات کافی شکستہ ہو کر قابل مرمت ہو رہے ہیں۔ اور یہ صورت حال عمارتوں کے لئے سخت خطرناک ہے۔ اور جماعت کا فرض ہے کہ قادیان کی مقدس عمارتوں خصوصاً مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ اور دار المسیح کو محفوظ رکھنے کے لئے پوری توجہ اور جاجی کوشش سے کام لیا جاوے۔ اگر اس کام پر وقت پر توجہ نہ دی گئی۔ تو بعد میں زیادہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ عمارتوں کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ اگر چھوٹی سی شکست اور ریخت کو بھی مناسب وقت پر نظر انداز کر دیا جاوے تو کچھ عرصہ کے بعد بہت وسیع اور غیر معمولی اخراجات کی متقاضی ہو جاتی ہیں۔ پس جماعت کے جملہ دوستوں سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کار خیر کی طرف فوری توجہ فرماویں اور قریب ترین عرصہ میں اتنا روپیہ جمع کر دیں کہ قادیان کی مقدس عمارتوں اور ان کے علاوہ درویشوں کے مکانوں کی خاطر خواہ مرمت ہو سکے ورنہ وقت گذر جانے کے بعد یہی کام جو اب چند ہزار روپیہ خرچ کر کے کیا جا سکتا ہے لاکھوں روپے دے کر بھی کرنا مشکل ہو جائے گا۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں:۔

قومیں اپنی روایتوں اور مقدس مقامات کی وابستگی کے ساتھ زندہ

رہتی ہیں۔ سکھ قوم نے یہاں تک کیا کہ جہاں حضرت باوا نانک نے چند گھنٹے بھی قیام کیا یا جہاں اتفاقی طور پر بھی انکا قدم پڑ گیا یا کسی درخت کے نیچے انہوں نے چند لمحے ٹھہر کر آرام کیا اسے بھی انہوں نے گویا اپنا مقدس مقام قرار دیکر اس کی حفاظت اور اس کے اکرام کو ایک قومی فرض قرار دے لیا۔ تو کیا اسلام اور احمدیت کے نام لیوا ان مقامات کی واجبی مرمت سے غفلت برتیں گے۔ جہاں ہمارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے جہاں انہوں نے اپنی زندگی کے ایام گذارے جہاں انہوں نے اپنے خدا کی دن رات عبادت کی۔ جہاں ان پر خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ وحی نازل ہوتی رہی۔ جہاں وہ اپنے مخلص صحابہ میں بیٹھ کر ان کی دینی اور روحانی تربیت فرماتے رہے اور جہاں وہ ایک مقدس مزار میں مدفون ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کا مندرجہ بالا ارشاد مخلصین جماعت کی فوری توجہ بیداری اور عملی فرض شناسی کیلئے کافی ہونا چاہیئے۔ پس نظارت ہذا جملہ احباب جماعت کو خدمت اور حفاظت شعائر اللہ کے اس موقعہ پر مالی شرکت کی اپیل کرتے ہوئے یہ توقع رکھتی ہے کہ ہر احمدی خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں آباد ہو اس مبارک تحریک میں حصہ لیکر فرض شناسی کا ثبوت دے گا۔ احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کا اولین فرض ہے کہ وہ اس تحریک میں زیادہ سے زیادہ چندہ دے کر قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں مبلغین جماعت اور عہدیداران مال کو چاہیئے کہ وہ اس تحریک کو ہر فرد (مرد و زن) تک پہنچا کر وعدوں اور وصولیوں سے نظارت ہذا کو مطلع فرماویں۔

ناظر بیت المال قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نئی دہلی ۲۸ نومبر۔ چین کے وزیر اعظم مسٹر چو این لائی بھارت کے ۱۲ روزہ دورہ پر آج شام کمبوڈیا سے دہلی پہنچے۔ ہوائی اڈہ پر وزیر اعظم شری نہرو، نائب صدر ڈاکٹر رادھا کرشنن، مرکزی وزراء، عوامی جمہوریہ کے سفیر، سیکرٹری، سفارتی نمائندوں اور دیگر اعلیٰ حکام نے مسٹر چو این لائی کا استقبال کیا۔

چنڈی گڑھ ۲۸ نومبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ پنجاب سرکار نے عیش و آسائش کی اشیاء پر ایک آنہ فی روپیہ کی شرح سے بکری ٹیکس یکم دسمبر سے نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

قاہرہ ۲۸ نومبر۔ مصر کے وزیر دفاع اور کمانڈر انچیف جنرل عبد الحکیم عامر نے مصری عوام کو خبردار کیا ہے کہ وہ غاصبوں کے مقابلے کے لئے تیار رہیں۔ اینگلو فرانسیسی فوجیں مصر کے علاقہ میں جمے رہنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم سرزمین مصر پر غیر ملکی فوجوں کی مسلسل موجودگی برداشت نہیں کریں گے۔

سری نگر ۲۸ نومبر۔ جموں اور کشمیر کے وزیر اعلیٰ بخشی غلام محمد نے انکشاف کیا ہے کہ بانہال سرنگ ۱۶ دسمبر سے باقاعدہ موٹر ٹریفک کے لئے کھول دی جائے گی۔

نیویارک ۲۸ نومبر۔ اتحادی فوج کے کمانڈر میجر جنرل برنز کے ہیڈکوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے کہ پورٹ سعید میں اس وقت اتحادی فوج کے ۵۰ افسر اور ۷۵۰ سپاہی مقیم ہیں۔ ان کی تعداد عنقریب بڑھا کر ایک بٹالین کے برابر کر دی جائے گی۔ اور یہ بٹالین مصری اور برطانوی اور فرانسیسی فوج کے بین درمیان تعینات کی جائے گی۔ اس کے علاوہ نہر سویز کی دوسری طرف پورٹ فواد میں بھی اتحادی فوج تعینات کی جائے گی۔

نیویارک ۲۸ نومبر۔ ڈاکٹر محمود فوزی وزیر خارجہ مصر نے کل شام اتحادی اسمبلی کی میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ مصر نہر سویز کو اس وقت تک صاف کئے جانے کی اجازت نہیں دے گا۔ جب تک کہ برطانیہ۔ فرانس اور اسرائیل کی فوجیں مصر کے علاقہ میں رہیں گی۔ تاہم جب غیر ملکی فوجیں مصر سے نکل جائیں گی۔ تو حکومت مصر اتحادی اسمبلی کی مدد سے نہر سویز کو صاف کرنے کا کام شروع کرے گی۔ ڈاکٹر محمود فوزی نے فرانس پر الزام عائد کیا کہ وہ پورٹ سعید سے فوج نکالنے کی بجائے الٹا وہاں ٹینک اتار رہا ہے۔

قاہرہ ۲۸ نومبر۔ سیاسی حلقوں میں یہ رپا ہے کہ مصر کے بعد اب شام برطانیہ کی ریشہ دوانیوں کا شکار بننے والا ہے۔ انگریز مصر پر حملے کے دوران مصر کی فوجی طاقت کو تباہ کر چکے ہیں۔ اور اب شام کی فوجی کی طاقت انہیں کھٹک رہی ہے۔ لہٰذا وہ کسی نہ کسی حیلہ بہانہ سے شام کی فوجی طاقت ختم کرنے کی بھی کوشش کریں گے۔ اس سے شام سرکار خوفزدہ ہے۔ گو وہ مقابلہ کے لئے تیار ہے۔ خیال ہے کہ شام پر عراق چڑھائی کرے گا۔ کیونکہ عراق برطانیہ کا پٹھو ہے۔

تحریک چار دیواری بڑا باغ بہشتی مقبرہ پر موصولہ رقوم

(از یکم اکتوبر تا ۲۲ نومبر ۱۹۵۶ء)

جن احباب کی طرف سے ماہ نومبر و اکتوبر میں چار دیواری بڑا باغ و غیر معمولی مرمت مقامات مقدسہ کی رقوم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں وصول ہوئی ہیں ان کی اسم وار فہرست ذیل میں شائع کی جا رہی ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان مخلصین کے کاروبار اور خاندانوں میں برکت ڈالے۔ اور مزید خدمت کا موقعہ عطا فرمائے۔ آمین۔ اور ان احباب کو بھی ان نیک کاموں میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو تاحال کسی مجبوری کے باعث ان تحریکوں میں شامل نہ ہو سکے ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

نام	رقم
جماعت احمدیہ سکندر آباد دکن سکندر آباد	۶۲/۰
مکرم ڈاکٹر محمد سعید صاحب جے پور	۵۰/۰
″ محمد رفیق صاحب فیض آباد	۲/۰
″ طاہر الدین صاحب کیرنگ	۲۲/-
″ کے عبد اللہ صاحب پینگاڈی	۱۷/-
″ مرزا شیر علی بیگ صاحب مانگا گڑا	۱۰۰/-
″ محمود احمد صاحب دکن	۱۰/-
″ محمد مجید صاحب کاپور	۱۰/-
لجنہ اماء اللہ بنارس	۲۰/۱۲/-
مکرم ٹی کے سلیمان صاحب بمبئی	۳/-
″ ایم شیخ علی صاحب کوٹار	۵/-
″ عبد المجید صاحب جمشید پور	۵/-
مکرمہ امۃ السلام صاحبہ بنارس	۵/-
مکرم لطف الرحمن صاحب ربوہ	۰/۸/-
″ خلیل الدین احمد صاحب سری باد	۱/-
″ احمد الدین صاحب گورسال (کشمیر)	۲/-
جماعت احمدیہ رانچی	۶/۱۰/-
کل میزان	۹۰۰/۳/-